احیائے تصوّف کا علمبردار

ماہنامہ

نوائے صوفیہ

اسلام آباد

مئی ۱۹۹۶ء

شمارہ نمبر ۱۹



روضہ مبارک شاہ ہمدان واقع کولاب تاجیکستان

احیائے تصوف کا علمبردار

ماہنامہ نوائے صوفیہ

اسلام آباد

مدیر و ناشر:

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزر:

رنگو کمپوزر، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

بدل اشتراک زر سالانہ

پاکستان /120 روپے سالانہ

قیمت دس روپے

خط و کتابت کا پتہ:

زونل آفس "نوائے صوفیہ"

دکان نمبر2 ، PD-17 ،

سید پور روڈ، پنڈورہ،

راولپنڈی پاکستان

منی آرڈر، چیک، ڈرافٹ اور

رجسٹری بھیجنے کا پتہ:

فلیٹ نمبر7 ، بلاک نمبر14

کینگری IV ، آئی ایٹ سا ،

اسلام آباد پاکستان

فہرست مضامین

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99 - 6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر 358-A ، سیکٹر G.6/1.1 ، اسلام آباد سے شائع کیا۔

تفکر و تذکر

بیت العنکبوت

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

قرآن مجید کی سورۃ العنکبوت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتا وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانو یعلمون ۔ (العنکبوت ۴۱)

ترجمہ : جو لوگ اللہ کے سوا (کسی دوسرے کو) دوست پکڑتے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا۔ اور گھروں میں سب سے بودا گھر مکڑی کا ہے اگر وہ اس بات کو جانیں۔

اس آیت کریمہ میں اس اہم کائناتی سچ کا بیان ہوا ہے کہ اللہ کا سہارا چھوڑ کر غیر اللہ سے دل لگانا اور اسے اپنے کاروبار حیات کا مقصد و محور بنانا ایک کار بے بنیاد ہے۔

دنیا کی ہر شے کی ایک اصل ، ایک منبع و مبدا، ایک مرجع اور ایک مرکز و محور کا ہونا ناگزیر ہے۔ پس من حیث المجموع اس حیات و کائنات کا بھی ایک مبدا، و مرجع ہے اور وہ مشیت الٰہی ہے۔ پس اگر کوئی شے اپنی اصل ، اور اپنے مرکز و محور سے دور یا جدا ہو جائے تو وہ بے کار ، بے معنی ، بے وزن اور بے حقیقت ہو کر رہ جاتی ہے اور گمراہی اور لایعنیت اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ پس انسان بھی جس کا خالق و مالک رب ذوالجلال کی ذات ہے اگر اپنے خالق سے کٹ جائے یا روگردانی اور بغاوت کرے تو اس کا کل کاروبار حیات بے معنی اور بے حیثیت ہو جائے گا۔

روشنی میں اندھاپن

جدید انسان نے بظاہر علم اور سائنس کے بل بوتے پر دنیا کی ہر چیز کو اپنے لئے مسخر کر لیا ہے۔ اور اپنی برتری کے زعم میں خالق حقیقی کی ان عظیم نعمتوں کو فراموش کر بیٹھا ہے جس کے بغیر ایک سانس لینا بھی امر محال ہے لیکن یہ لوگ دلوں کی اس روشنی سے محروم ہیں جس کا اکتساب رب ذوالجلال کے نور حقیقی سے ہوتا ہے۔ بس یہ لوگ بظاہر علمی اور تہذیبی ترقی کی چوکاچوند میں ہیں مگر درحقیقت خدا نے ان کے دلوں اور ان کی آنکھوں کا نور چھین لیا ہے۔ اس حقیقت کی طرف سورہ بقرہ میں یوں ارشاد ہوا ہے:

اولئک الذین اشترو الضللۃ بالھدی فما ربحت تجارتھم وما کانو مھتدین ۔ مثلھم کمثل الذی استو قد نارا فلمااضاء ت ماحولہ ذھب اللہ بنورھم وترکھم فی ظلمت لا یبصرون ۔ صم بکم عمی فھم لا یرجعون ۔

یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی اور ان کی سوداگری نافع نہ ہوئی اور وہ راہ پانے والے نہ ہوں گے۔ ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی ، پھر جب اس آگ نے اس کے ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کی روشنی زائل کر دی اور ان کو (ایسے) اندھیروں میں چھوڑا کہ کچھ دیکھ نہیں سکتے ۔ وہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں سو وہ نہیں لوٹیں گے ۔

متاع قلیل

یہ دنیاوی کاروبار اور اس کی جملہ دلچسپیاں جن کی خاطر سیاست کے ایوانوں میں ، جنگ کے میدانوں میں کاروباری منڈیوں میں اور معاشرتی حلقوں میں باہمی آویزش کا بازار گرم ہے درحقیقت صرف اور صرف نفس امارہ کی چند مذموم خواہشات ہی ہیں۔ اگرچہ ہر دور میں ان خواہشات کی

ظاہری نوعیت تبدیل ہوتی رہتی ہے لیکن ان کی اصل تبدیل نہیں ہوتی۔

یہ مرغوبات نفس نہایت ہی حقیر چیزیں ہیں جنہیں خالق حقیقی نے اپنی حقیقی اور ابدی نعمتوں کے مقابلے میں متاع قلیل قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے:

زین للناس حب الشهوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرة من الذهب والفضة والخیل المسومة والانعام والحرث ذالک متاع الحیوة الدنیا والله عنده حسن المآب۔

ترجمہ: لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا جیسے عورتیں اور بیٹے اور جمع کئے ہوئے سونے اور چاندی کے خزانے اور نشان لگائے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی۔

یہ دنیا کی زندگی کے فائدے ہیں اور اللہ کے پاس ہی اچھا ٹھکانہ ہے۔

کھیل اور تماشا

پس دنیا کی اس بے حقیقت زندگی کو ایک اور آیت کریمہ میں محض کھیل اور تماشا قرار دیا گیا ہے۔

انما الحیوة الدنیا لعب ولهو۔

یہ دنیا کی زندگی تو کھیل تماشا ہے۔ (الفتح ۳۶)

یاد رہے کہ یہ بیان مطلق نہیں بلکہ اضافی ہے۔ جیسا کہ گزشتہ شمارے میں کہا جا چکا ہے کہ تخلیق کائنات بے کار اور بے مقصد بات نہیں اور نہ حیات دنیا محض کھیل تماشا ہے بلکہ کہنا یہ مقصود ہے کہ آخرت کی حیات ابدی اور قرب الٰہی کی عظیم نعمتوں کے مقابلے میں دنیاوی زندگی کی حیثیت ایک کھیل تماشے کی سی ہے جس کو اپنا کل مقصد حیات سمجھ کر اہل دنیا اس پر فریفتہ ہو جاتے ہیں۔

خوشنما فریب

لیکن خداوند تعالیٰ نے اہل کفر کی نظروں میں اس دنیوی فریب کو ایسا خوشنما بنا دیا ہے کہ وہ اسی پر ریجھ گئے ہیں اور اس کا نتیجہ خسران اخروی اور ابدی نقصان ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوا:

بل زین للذین کفروا مکرهم وصدوا عن السبیل و من یضلل الله فماله من هاد۔ لهم عذاب فی الحیوة الدنیا و لعذاب الاخرة اشق ومالهم من الله من واق۔

ترجمہ: کافروں کے لئے ان کے فریب خوشنما بنا دیئے گئے ہیں اور وہ (حق کے) راستے سے روک دیئے گئے ہیں۔ اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کو کوئی راہ بتانے والا نہیں ان کو دنیا کی زندگی میں (بھی) مار پڑتی ہے اور آخرت کی مار تو بہت سخت ہے۔ اور ان کو اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں (الرعد ۳۳ - ۳۴)

گھاٹے کا سودا

اس ابدی نقصان کا واضح تذکرہ قرآن مجید کی سورۃ العصر میں موجود ہے۔

والعصر۔ ان الانسان لفی خسر۔

عصر کی قسم ہے۔ یقیناً انسان گھاٹے میں ہے۔ (العصر ۱ - ۲)

اس نقصان سے صرف وہی لوگ محفوظ رہیں گے۔ جنہوں نے خواہشات کا بیت العنکبوت بنانے کی بجائے قربت الٰہی کو اپنی زندگی کی منزل بنایا ہو۔

علم اور ہوس

خدا تعالیٰ نے انسان کو عقل و شعور کی دولت سے نوازا۔ سوائے ان لوگوں کے جن کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی گئی ہو جملہ انسانوں کے لئے ہدایت اور ضلالت دونوں راستے موجود ہیں اور ان میں سے ایک نجات کا راستہ ہے دوسرا ہلاکت کا۔ ان دونوں راستوں اور ان پر کئے جانے والے سفر کے انجام سے ہر ذی عقل آگاہ ہوتا ہے مگر اصل

سودا ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ اکثر انسانوں کا علم ان کے ہوس کے تابع ہوتا ہے۔ وہ اپنے ہوائے نفسانی کی تسکین کی خاطر آیات الٰہی کی من مانی تاویلات کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے اور یوں اپنے پیٹوں میں دوزخ کی آگ بھرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوا ہے۔

ترجمہ: بے شک جو لوگ ان باتوں کو جو خدا نے کتاب میں نازل کیں چھپاتے ہیں اور اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت دنیاوی نفع لے لیتے ہیں یہ لوگ بس انگاروں سے اپنے پیٹ کو بھرتے ہیں اور قیامت کے دن خدا ان سے بات تک نہیں کرے گا اور نہ انہیں (گناہوں سے) پاک کرے گا اور انہی کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اسی طرح حدیث پاک میں آیا ہے۔

جو شخص مال و دولت اور اقتدار کے حصول یا حکومت کے ہاں مقام و منزلت حاصل کرنے کے لئے علم حاصل کرے گا وہ علم کا ایک باب بھی نہیں پا سکے گا۔ البتہ یہ ہوگا کہ وہ خود کو بڑا سمجھے اور لوگوں پر برتری جتلائے۔ یہ خدا کے ساتھ دھوکا اور دین پر ظلم ہے۔ یہ علم سودمند نہیں ہو سکتا۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کی خاطر وہ آیات خداوندی کو جھٹلانے سے بھی گریز نہیں کرتے اور بسا اوقات نور خدا کے مقابل قلت کا ہتھیار باندھ کر صف آرا بھی ہو جاتے ہیں لیکن یقیناً یہ ایک نہایت بودی کوشش ہے جس کا ذکر خدا تعالیٰ ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون۔

(کافر) چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں اور اللہ کو (تو) اپنی روشنی پوری کرنی ہے چاہے کافر برا مانیں۔

مکذبین کا انجام

ایسے لوگوں کو جو دنیوی مال و ثروت، جاہ و حشم، سلطنت و اقتدار اور تہذیب و ترقی کے بیت العنکبوت کو اپنے لئے محفوظ جائے پناہ تصور کر بیٹھے ہیں، چاہئے کہ اللہ کی زمین میں پھریں اور یا پھر تاریخ انسانی کے اوراق پلٹ کر دیکھیں کہ ان سے پہلے کتنے فرعون اور نمرود مشیت الٰہی کے ایک ہی تھپیڑے سے ہلاک و غرقاب ہو چکے ہیں اور کتنے ہی عاد و ثمود نشان عبرت بن چکے ہیں۔

قدخلت من قبلکم سنن فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین۔

تم سے پہلے (بھی) واقعات ہو چکے ہیں سو زمین میں پھرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔ (آل عمران ۱۳۷)

دعا

اللہ پاک جملہ اہل اسلام کو مادی ترقی کی چکاچوند کے اس دور میں اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ان فانی اور بے حقیقت چیزوں کو اپنا مقصود و معبود بنانے کی بجائے تمسک الی اللہ کا وہ راستہ اختیار کریں جو اہل تصوف کا شعار ہے۔ اور دین اسلام کی اصل اساس ہے۔ (آمین)

جن مستقل خریداروں کے ذمے ماہنامہ نوائے صوفیہ کا سالانہ چندہ واجب الادا ہے۔ وہ مبلغ ایک سو بیس (-/120) روپے اپنی اولین فرصت میں ارسال فرمائیں۔

شکریہ

(گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعہ شریعت محمدیہ

علامہ محمد بشیر

و کل مسلم بالغ مکلف بالصلوۃ و غیرھا من العبادات و غیر - غیر مکلف بالعبادات لان العبادۃ تبتنی علی الایمان فاذالم یوجد المبنی لم یوجد المبتنی علیہ -

ترجمہ: ہر فرد بالغ عقلمند مسلمان نماز اور دیگر عبادتوں کا مکلف ہے۔ غیر مسلم فرد بالغ عقلمند عبادتوں کا مکلف نہیں ہے۔ کیونکہ عبادت کی بنیاد ایمان پر رکھی جاتی ہے۔ جب بنیاد ہی نہ پائی جاتی ہو تو بنیاد پر رکھی جانے والی چیز بھی نہیں پائی جا سکتی۔

وضاحت:

مجموعہ شریعت محمدیہ الفقہ الاحوط کی مندرجہ بالا عبارتوں میں فرد مکلف کی شرطیں بیان کی ہیں۔ شرطوں کی تفصیل یوں ہے۔

۱۔ مسلمان ہونا۔
۲۔ بالغ ہونا۔
۳۔ عقلمند ہونا۔

وجوہ شرائط

۱۔ تکلیف شرعی کے لئے دائرہ اسلام کے اندر ہونا اس لئے ضروری ہے کہ دائرہ اسلام سے باہر والوں کے ساتھ تکلیف شرعی کا سرے سے تعلق ہی نہیں ہوا کرتا ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ امت دعوت کہلائے جا سکتے ہیں یعنی دعوت قبول اسلام ان کو شامل ہے۔ وہ جب تک دعوت اسلام پر لبیک نہیں کہتے تب تک کسی قسم کی تکلیف شرعی ان پر عائد نہیں ہو سکتی۔

۲۔ تکلیف شرعی کے لئے بالغ ہونا اس لئے ضروری ہے کہ نابالغ فرد اس مخصوص تکلیف کا سرے سے اہل ہی نہیں ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ عبادتوں کے علاوہ دیگر دنیوی معاملات اور تصرفات وغیرہ کے لئے بھی نابالغ فرد کی اصالتاً کارروائی شرعاً درست نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کے لئے کسی عقلمند بالغ فرد کی وکالت درکار ہوتی ہے۔ گویا نابالغ فرد کو مالکانہ تصرفات وغیرہ کے لحاظ سے شرعاً فرد پابند قرار دیا گیا ہے۔ پس وہ شرعی تکلیف کے بھی قابل نہیں ٹھہرایا گیا۔

۳۔ تکلیف شرعی کے لئے عقلمند ہونا اس لئے ضروری ہے کہ جلب منفعت اور دفع مضرت کے لئے عقل کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ عقل سے عاری فرد میں نفع اور نقصان میں امتیاز کا مادہ نہیں ہوتا ہے۔ چنانچہ محروم عقل فرد معاملات میں غبن فاحش سے نہیں بچ سکتا ہے۔ لہٰذا وہ شرعاً مکلف بننے کا بھی اہل قرار نہیں دیا گیا ہے۔ پس یہ تینوں اوصاف یعنی اسلام، بلوغ اور عقل تکلیف شرعی کے لئے بنیادی حیثیت کے حامل ہیں۔ جب کہیں بنیاد ہی نہ پائی جاتی ہو تو بنیاد پر رکھی جانے والی چیز یعنی تکلیف شرعی بھی نہیں پائی جا سکتی۔

(جاری ہے.....)

بقیہ قارئین کے خطوط

نوائے صوفیہ اللہ کے فضل و کرم سے اندرون اور بیرون ملک بہت مقبول ہو رہا ہے۔ تمام عالم اسلام کے لئے قابل قبول مضامین شائع کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ امیر کبیرؒ کا اتحاد بین المسلمین کا مشن پورا ہو۔ ایک عدد مضمون ارسال کیا تھا برائے کرم شائع کریں۔ (جواب: آپ کا مضمون اشاعت کا منتظر ہے۔)

(گلزار حسین
ڈگری کالج آزاد کشمیر)

(گزشتہ سے پیوستہ)
چوتھی قسط

تصوف روح اسلام

صوبیدار محمد اسماعیل عاصی سرمیکی

۲۔ تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک اس چیز سے خرچ نہ کرو جو تمہیں بہت پسند ہو۔ سورہ آل عمران آیت ۱۹۲ تحریک تصوف ص: ۲۰

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے۔ مسلمان کا دل تین باتوں سے خالی نہیں ہوتا۔

۱۔ جب نیک عمل کرتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اخلاص کے ساتھ"

۲۔ حاکم کو نصیحت کرتا ہے تو خلوص کے ساتھ۔

۳۔ مسلمانوں کی جماعت سے کبھی علیحدگی اختیار نہیں کرتا۔ (حوالہ رسالہ قشیریہ)

ج۔ توکل کے بارے میں قرآن حکیم میں ہے۔

۱۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے گا تو خدا اس کو کافی ہے۔ پارہ ۲۸، سورہ طلاق، رکوع ۱

۲۔ اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں (پارہ سورہ مائدہ، رکوع ۲)

۳۔ اور اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھو (پارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۴)

توکل کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ تو ٹونے ٹوٹکے کرتے ہیں۔ اور نہ ہی بدشگونی لیتے ہیں۔ اور صرف اپنے پروردگار پر توکل رکھتے ہیں۔ (بخاری شریف و مسلم شریف بحوالہ تحریک تصوف ص: ۲۱)

د۔ فقر کے بارے میں بھی قرآن شریف میں ارشاد ہوتا ہے۔ (خیرات تو) ان حاجت مندوں کا حق ہے۔ جو اللہ کی راہ میں گھر بیٹھے ہیں۔ ملک میں کسی طرف کو جانا چاہیں تو جا نہیں سکتے" پارہ ۳ سورہ بقرہ، رکوع ۳۷۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

۱۔ سب سے پہلے فقراء جنت میں داخل ہوں گے۔ رسالہ قشیریہ، ص: ۱۳۴)

۲۔ فقر میرے لئے موجب فخر ہے۔ اور فقر مجھ سے ہے۔ تحریک تصوف ص: ۲۱

ر۔ رضا سے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے۔

۱۔ خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے راضی" پارہ ۳۰، سورہ بینہ"

۲۔ تمہارا پروردگار آگے چل کر تم کو اتنا کچھ دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ پارہ ۳۰، سورہ ضحیٰ رکوع ۱۸، تحریک تصوف ص: ۲۱۔

۳۔ اے روح مطمئن اپنے پروردگار کی طرف چل تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی" پارہ ۳۰ سورہ فجر رکوع ۱۴ تحریک تصوف ص: ۲۱۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ تحریک تصوف ص: ۲۱۔

س۔ فناء اور بقاء سے متعلق قرآن حکیم میں آتا ہے۔ جتنی مخلوقات زمین پر ہیں سب فنا ہو جانے والی ہیں۔ اور صرف تمہارے پروردگار کی ذات باقی رہ جائے گی پارہ ۲۷ سورہ رحمان ۱۲

ص۔ مراقبے کے بارے میں قرآن شریف میں ہے:

ہر شے اللہ تعالیٰ کے دائرہ اختیار میں ہے پارہ ۲۲ سورہ احزاب رکوع ۶ حدیث شریف میں ہے۔ خدا کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے تو وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔" رسالہ قشیریہ بحوالہ تحریک تصوف، ص: ۲۲

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گی کہ ذکر اخلاص و توکل و فقر و رضا فنا و بقا، مراقبے وغیرہ کا تعلق قرآن کریم اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے ہندومت، بدھ مت اور غیر اسلامی اساس وغیرہ سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔

علامہ محمد اقبالؒ صوفیائے کرام خصوصاً حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اسلامی خدمات اور علمی وروحانی کمالات کے پیش نظر انہیں ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان قرار دیتے ہوئے اور انہی کی حوالے سے تصوف کے متعلق یوں اظہار خیال کرتے ہیں۔ مکتوبات ربانی میں کئی جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تصوف شعائر حقہ اسلامیہ میں خلوص پیدا کرنے کا نام ہے۔ اگر تصوف کی یہ تعریف کی جائے تو کسی مسلمان کو اس پر اعتراض کرنے کی جرات نہیں ہو سکتی۔ اقبال اس تصوف کو جس کا نصب العین شعائر اسلام میں مخلصانہ استقامت پیدا کرنا ہو۔ عین اسلام جانتا ہے اور اس پر اعتراض کرنے کو بدبختی اور خسران کا مترادف سمجھتا ہے۔ علامہ اقبال مزید لکھتے ہیں۔ صوفیائے کرام کو عرفان وسلوک کا مجدد قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے اپنے زمانے کے تصوف کا تجزیہ جس بے باکی اور تنقید و تحقیق سے کیا۔ اس سے سلوک و عرفان کا ایک نیا طریقہ وضع ہوا۔ (بحوالہ تحریک تصوف ص نمبر ۲۲، ۲۳)

تصوف کا ایک اصول یہ ہے۔ کہ طالب پہلے اپنی اصلاح کرے پھر دوسروں کی اصلاح کی فکر کرے۔ ورنہ نیم حکیم کے مصداق وہ اپنا اور دوسروں کا دین برباد کرے گا۔ صوفیاء نے خانقاہی نظام کی بنیاد بھی رکھی جس میں طالب کو اس کے ماحول سے کاٹ کر دن رات اللہ والوں کے ماحول میں رکھا جاتا ہے۔ جس سے اللہ کا رنگ ان پر خوب اور جلد چڑھتا ہے۔ پھر جب یہ رنگ اتنا چڑھ جاتا ہے کہ طالب کے واپس اپنے ماحول میں جا کر بھٹکنے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔ تو تب اسے خانقاہ سے جانے کی اجازت ملتی ہے۔ مگر بدقسمتی سے یہ نظام آج کل ہمارے ہاں متروک ہو چکا ہے۔

جناب ڈاکٹر نور الحسن صاحب نے اپنا مضمون "تصوف اور جدید تقاضے" میں لکھتے ہیں کہ آج جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ان عظیم صوفیائے کرام کی خانقاہیں فراست اور بے عملی کی پناہ گاہیں بن گئی ہیں۔ جہاں ان بزرگوں کے جانشین عوام کی خدمت کرنے اور اصلاح کرنے کے بجائے ان سے دست بوسی یا پابوسی کے مستحق ہوتے ہیں۔ اس لئے حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ نے کیا خوب دعا فرمائی ہے۔ "خدایا ہمیں وہ دولت عطا فرما کہ ہم لالچ سے محفوظ رہیں۔ اور وہ قوت عطا کر کہ حرص و ہوس کے جنگل میں نہ پھنسیں" ہمارے صوفیائے کرام کا شیوہ اور طریقہ رہا ہے کہ جہاں تک ہو سکے انسانی معاشرتی اخلاق اور روحانی خدمات اور اصلاح کرتے رہیں۔ اسی لئے حضرت معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کا دوست وہی ہو سکتا ہے جس میں آفتاب کی سی شفقت، دریا کی سی سخاوت اور زمین کی سی تواضع ہو سورج اپنے پرائے سب کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ دریا سے سب پیاس بجھاتے ہیں۔ اور زمین ماں کی گود کی طرح اپنے فرزندوں کے لئے بچھی رہتی ہے۔

نیز صوفیائے کرام ایثار مروت واخوت سے بھرپور زندگی کا درس دیتے ہیں۔ ان کا نعرہ مستانہ "سب کا بھلا" ہوتا ہے۔ وہ دوستوں سے "گلہ" اور "شکایت زمانہ" سے اجتناب برتتے ہیں۔ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ اس کی یوں وضاحت فرماتے ہیں۔

کوئی شخص اس وقت تک عارف نہیں کہلا سکتا جب تک وہ زمین کی طرح نہ ہو جائے۔ کہ نیک و بد اسے روندتے ہیں اور بادل کی طرح نہ ہو جائے جو ہر چیز پر سایہ کرتا ہے اور سورج کی طرح نہ ہو جائے جو ہر ذرے کو روشن کرتا ہے۔ اور بارش کی طرح نہ ہو جائے جو ہر چیز کو سیراب کرتی ہے۔ (حوالہ تحریک تصوف ص: ۲۷)

سلف و صالحین اور عظیم صوفیائے کرام نے قرآن شریف اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق زندگی گزارنے پر زور دیا ہے کیونکہ آپؐ کا فرمان ہے۔ جب تک تم انہیں تھامے رہو گے تم گمراہ نہیں ہو گے یعنی (۱) کتاب اللہ قرآن حکیم (۲) دوسرے نبیؐ کی سنت۔ دوسری روایت میں کتاب اللہ اور اہلبیت بھی آئے ہیں۔ اس لئے نبیؐ کے نقش قدم پر چلنے والے کما حقہ پیروی سنت کرنے والے اہلبیت رسولؐ ہی ہیں۔ حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں روح پیدا کرنے کا فقط ایک ہی راستہ ہے کہ قرآن اور سنت کو پختگی سے تھاما جائے اور اللہ اور رسولؐ کی اطاعت پر پوری پوری توجہ دی جائے (حوالہ مذکورہ بالا)

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر شفیق ہیں بہت زیادہ شفیق ہم آپؐ کی عادات کریمہ جیسے اوصاف مثلاً حقوق ہمسایوں سے سلوک، ایفائے عہد، مہمان نوازی، مساوات، تواضع، انکساری، نرم مزاجی، صداقت، حیاء،

اور پاک دامنی، امانت، سخاوت، جاہ و مال کی حرص سے پرہیز، اخوت، حسن گفتار۔ لوگوں کے کاموں میں ان کی مدد کرنا بچوں پر شفقت، غلاموں پر شفقت، یتیموں پر شفقت، عورتوں پر احسانات اور عیب پوشی جیسے اوصاف حمیدہ اتباع کا دائرہ گفتار سے کردار تک وسیع کریں گے۔ تو ہمارا معاشرہ سدھرے گا۔ ہر ایک کو امن و سکون نصیب ہوگا۔

اس ضمن میں سبھی کو اپنی اپنی زبان کو قابو میں رکھنے کی اشد ضرورت ہے۔ ارباب سیاست ہوں یا اہل فکر و نظر یا صاحبان محراب و منبر یا اہل قلم یا عوام و خواص سب اسی دائرے میں آتے ہیں۔ ایک انگشت بھر کی بے قابو زبان غیب گوئی چغلی بہتان تراشی جھوٹ بد زبانی بے ہودہ گوئی عیب جوئی نکتہ چینی طعن تشنیع تضحیک و تمسخر افواہ بازی خوشامدی و بد گوئی جیسی بری صفات کے علاوہ سیکڑوں ایسی چیزوں میں ملوث ہوتی ہے جن سے معاشرے میں معرکہ آرائی کا آغاز ہو جاتا ہے اور اختلاف اور جھگڑا و فساد برپا ہو جاتا ہے۔

انہی خطرات و نقائص کے پیش نظر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبان کی حفاظت کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ آپؐ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا سب سے زیادہ خطرہ اس سے ہے۔ اگر ہر شخص اپنی زبان کو قابو میں رکھے تو معاشرہ تنازعات اور فتنوں سے پاک ہو سکتا ہے اور امن و عافیت کا گہوارہ بن سکتا ہے اور معاشرے کا ہر فرد چین و سکون سے رہ سکتا ہے۔ حضرت ابو حفص ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں متقی اور پرہیزگار وہ ہے۔ جو اپنی زبان پر قابو رکھے۔ خدا کی محبت کی علامت یہ ہے۔ کہ خدا کے حبیبؐ کی اتباع اخلاق و افعال اور وامر و نواہی میں کرتا ہے عارف کا خوف اور عاجزی ہر روز بڑھتی جاتی ہے کیونکہ وہ ہر لحظہ اللہ سے قریب ہوتا چلا جاتا ہے۔ اسی زبان سے اگر برائیاں پھیلتی ہیں تو اسی سے نیکیوں کی بھی اشاعت ہوتی ہے۔ مثلاً کسی کے ساتھ ہمدردی کسی کی دلجوئی کسی کی ہدایت کسی کی تسکین و تسلی کسی سے محبت و اخوت کی بات کسی سے سبق آموز مشاہدات و تجربات کا ذکر کسی سے صلح کی بات وغیرہ۔ نیکیوں کا پھیلاؤ تندرست اور توانا معاشرے کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

حضرت امام غزالیؒ کی مجلس میں رشد و ہدایت برپا تھی۔ موضوع بحث تھا۔ بڑا انسان کون آپ نے مختصراً ارشاد فرمایا "میرے عزیزو بڑا انسان وہ ہوتا ہے جسے اپنی زبان پر قابو ہو اور اپنے دل پر قابو ہو۔" رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے "اور کہا میں تم کو بتاؤں کہ دوزخی کون ہے ہر اکھڑ بد خو اور مغرور شخص "آپؐ نے مزید ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی تکبر اور بڑائی کا رویہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو نیچے گرا دے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا وہ عام لوگوں میں ذلیل و حقیر ہو جائے گا اگرچہ خود اپنے خیال میں بڑا ہوگا۔ لیکن دوسروں کے نظر میں وہ کتوں اور خنزیروں سے زیادہ ذلیل اور بے وقعت ہو جائے گا۔ اس لئے قرآن کریم میں واضح طور "فرعون کے مغرورانہ طرز عمل اور اس کے مزاج کی اس متکبرانہ خصوصیت پر عبرت انگیز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ (حوالہ مذکورہ بالا)

ہمیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک دعائے الفاظ کا ترجمہ یاد رکھنا چاہئے۔ "فرمایا" اے اللہ مجھے میری نظروں میں چھوٹا بنا اور لوگوں کی نظروں میں بڑا بنا دے "ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ تواضع اور انکساری اختیار کرو۔ جس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے۔ کہ کوئی کسی پر ظلم اور زیادتی نہ کرے اور کوئی کسی کے مقابلے میں فخر نہ کرے۔ تواضع اور تکبر کا فرق اس سے بہتر انداز میں بتانا ممکن نہیں ہے۔ ہمیں خود بھی تواضع اختیار کرنی چاہئے غرور و تکبر سے اپنے آپ اپنے عزیزوں اور معاشرے کو بچانے کے لئے کوشاں رہنا چاہئے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے عتاب سے محفوظ رہ سکیں۔

اس بارے میں حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر فرماتے ہیں۔ انکساری ہی انسان کو اللہ کے قریب لاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی نیازمندی اور عاجزی سے بڑھ کر کوئی چیز پسند نہیں۔ اگر انکساری سخت پتھر پر گرے تو وہاں سے پانی کا چشمہ جاری ہو جاتا ہے حقیقت یہ ہے طریقت کا اصل اصول بھی یہ ہے اور اللہ کی دلیل بھی انکساری ہی ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہے۔

(جاری ہے)

فرزند شاہ ہمدان

سید محمد ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

خادم حسین بھدوی فاضل عربی۔ سلطان الافاضل

حضرت شاہ ہمدان کے فرزند ارجمند اور خلیفہ اعظم وادی کشمیر میں مبلغ ثانی حضرت سید محمد ہمدانی ۷۷۴ ہجری کو ہمدان میں پیدا ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں شفقت پدری سے محروم ہو گئے۔ ہمدان اور ختلان میں تعلیم و تربیت پائی۔ الولد سر لابیہ کے تحت اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ ہمدان کی طرح روحانی اور سخنی عظمتوں کے مالک تھے۔

وصیت نامہ اور خلافت نامہ

حضرت شاہ ہمدان نے اپنی وفات سے پہلے دو تحریریں وصیت نامہ اور خلافت نامہ کے عنوان سے مولانا محمد سراجی کے حوالے کی تھیں اور یہ فرمایا تھا کہ یہ تحریریں میری وفات کے بعد خواجہ اسحاق ختلانی اور نورالدین جعفر بدخشی کو پہنچا دیں۔ شاہ ہمدان کی وفات کے بعد جب یہ دونوں بزرگ میر محمد ہمدانی کے پاس تعزیت کے لئے آئے تو سید محمد ہمدانی نے اپنے والد نامدار کی یادداشتیں طلب کیں۔ حضرت خواجہ اسحاق نے وصیت نامہ ان کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا کہ دوسری تحریر کا سزاوار وہ ہے جو طلب حق میں مطلوبیت کا مقام پالے۔ ابھی اس خلافت نامہ کی تحویل کا وقت نہیں آیا ہے اور جب یہ موقع آئے گا تو آپ کے والد بزرگوار کا خلافت نامہ آپ کو دے دیا جائے گا۔

سلوک و ریاضت

روایت ہے کہ سید محمد ہمدانی میں اسی وقت باطنی تغیر پیدا ہوا اور آپ نے مقامات سلوک طے کرنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت خواجہ اسحاق ختلانی کی شاگردی اختیار کی۔ ساڑھے تین سال حضرت خواجہ سے کسب فیض کرتے رہے۔ اس کے بعد نورالدین جعفر بدخشی سے آداب طریقت سیکھے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ آپ ظاہری علوم سے بارہ سال عمر میں متبحر ہو گئے تھے۔ سولہ سال کی عمر میں آپ نے باطنی اور معنوی منازل طے کئے اور والد نامدار کا خلافت نامہ حاصل کیا اور رشد و ہدایت کی مسند پر جاگزین ہوئے۔ اور اپنے عظیم باپ کے صحیح جانشین ثابت ہوئے۔

ورود کشمیر اور اشاعت اسلام

مورخین نے لکھا ہے کہ سید محمد ہمدانی اپنے والد نامدار کی وفات کے بارہ سال بعد تین سو مریدوں کے ساتھ خطہ کشمیر میں وارد ہوئے اور حضرت شاہ ہمدان کے مشن کو جاری رکھا۔ ۲۲ سال تک ہدایت خلق اور اشاعت اسلام میں مصروف رہے۔ سید محمد ہمدانی اپنے عظیم باپ کی طرح پوری جانفشانی سے وادی کشمیر میں اسلام کی ترویج و تبلیغ میں کوشاں رہے۔ مسجد شاہ ہمدان کو آپ نے مرکز بنایا۔ مسجد کو ازسرنو خانقاہ بنایا۔ وادی میں آپ کی کوششوں سے اسلامی تہذیب نے اتنی ترقی کی کہ وقت کے بادشاہ سلطان قطب الدین اور سلطان سکندر بت شکن آپ کے حلقہ اطاعت میں رہتے تھے۔ سلطان نے مزامیر، رقص و سرود اور دیگر لہو و لعب کو بالکل بند کرایا۔ اور ہر جگہ بت خانے مسمار کر کے مسجدیں تعمیر کیں۔ پوری وادی ذکر و اذکار اور اوراد وظیفے سے گونج اٹھی۔ سلطان نے آپ کے لئے الگ خانقاہ تعمیر کرائی جو کہ جوئے بار کے چشمہ کے کنارے ہے۔ خانقاہ کی تعمیر کے دوران آپ کشمیر میں قیام پذیر تھے۔ میر سید محمد ہمدانی کے پاس ایک بدخشانی لعل تھا۔ جو آپ نے سلطان سکندر کو دیا۔ جس پر سلطان نے تین گاؤں آپ کو بطور جاگیر عطا کئے۔ آپ نے یہ جاگیر خانقاہ کے مصارف اور درویشوں کے طعام وغیرہ کے لئے وقف کی۔

تزویج

میر سید محمد ہمدانیؒ نے وادی کشمیر میں سید حسن بہادر کی بیٹی سے نکاح کیا تھا۔ مگر پانچ سال کے بعد وہ فوت ہو گئیں۔ تو آپ نے سلطان سکندر کے وزیر سیہ بٹ (جو کہ آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہو کر سیف الملک کے نام سے مشہور ہوئے) کی بیٹی سے عقد کیا مگر وہ بھی ایک سال بعد انتقال کر گئیں۔

آپ کی تصانیف

میر سید محمد ہمدانیؒ کی دو کتابوں کا ذکر ملتا ہے۔ ایک رسالہ تصوف کے موضوع پر لکھا تھا جس میں آپ نے سلطان کے لئے آداب تصوف آداب طریقت بیان فرمائے ہیں۔

سلطان کی مجلسوں میں اکثر اوقات آپ علمی بحث بھی کرتے تھے ایک دن بحث کے دوران سید محمد حصاری نے ایک بحث پر تکرار کی تو آپ نے راتوں رات رسالہ شمسیہ لکھا۔ یہ منطق کے موضوع پر ہے اسی سے آپ کے علمی مقام کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

انیس الطلاب فی معروف الاسطرلاب

یہ کتاب بھی کتابوں کی فہرست میں محمد ہمدانیؒ کے نام سے راقم نے لکھی ہے۔

حج بیت اللہ کو روانگی

میر محمد ہمدانیؒ ۲۲ سال کشمیر میں اشاعت اسلام کے بعد حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے تو آپ نے سلطان سکندر کو اشاعت اسلام کی تاکید فرمائی۔ سلطان نے اس نصیحت پر عمل کرنے کا عہد کیا۔ اس سلسلے میں سلطان نے ہزاروں بت خانوں کو مسمار کر کے وہاں مسجدیں تعمیر کیں سکندر پورہ میں ایک عالی شان مسجد تعمیر کی جو کہ تین سال کے عرصے میں مکمل ہوئی۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی مساجد، تالاب اور عالی شان محلات تعمیر کرائے تھے۔

وصال اور آخری آرام گاہ

حضرت میر سید محمد ہمدانیؒ حج بیت اللہ سے واپسی پر ختلان (کولاب) والد نامدار کی مرقد پرانوار کی زیارت کو گئے اور وہیں رہنے لگے۔ اور وہیں آپ راہی ملک بقا ہوگئے۔ آپ کی آخری آرام گاہ اپنے عظیم باپ کے پہلو میں ہے۔ دونوں باپ بیٹے کی مرقد پرانوار ختلان کولاب میں مرجع ہر خاص و عام ہے۔ تاریخ وفات ۸۰۹ ہے۔

(خزینۃ الاصفیاء) مفتی غلام سرور

وفات ۸۵۴ ہجری (سید علی ہمدانی۔ سیدہ اشرف ظفر)

رفت	از	دنیائے	دون	اندر جہاں
چون	محمد	سید	اہل	یقین
گفت	تاریخ	وصالش		او عیان
مہربان	عادل	محمد	میر	دین

کتابیات

۱۔ خلاصۃ المناقب، نورالدین جعفر بدخشی
۲۔ خزینۃ الاصفیاء، مفتی غلام سرور
۳۔ سید علی ہمدانیؒ، سیدہ اشرف ظفر
۴۔ سید علی ہمدانی شاہ ہمدان، ڈاکٹر محمد ریاض
۵۔ تذکرہ شاہ ہمدان، ڈاکٹر حسین ہمدانی
۶۔ جلوہ کشمیر، ڈاکٹر صابر آفاقی
۷۔ کشمیر میں اشاعت اسلام، سلیم گمی

بقیہ قارئین کے خطوط

رسالے کا مستقل قاری ہوں پہلی دفعہ خط لکھ رہا ہوں اور مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں۔ برائے کرم رسالہ میرے نام ارسال کریں۔ جواب: آپ کو مستقل خریداروں میں شامل کیا گیا ہے۔

مولوی محمد تقی مدرس
سگر

حضرت میر عارفؒ کی وفات تاریخ کے آئینے میں

زلف علی لاہور

آستانہ میر عارفؒ ۷۶۲ ہجری میں تعمیر ہوا ۔ قبل از تعمیر آستانہ ایک کتبہ جس پر حضرت سیدؒ کی تاریخ وفات کے اشعار اور سامنے کی طرف چہاردہ معصومینؑ کے اسماء مبارک درج ہیں، کشمیر سے لایا گیا تھا ۔ یہ کتبہ قد آدم کی حد تک بلند ہے ۔ پورا فرش سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے ۔ عجیب بات ہے کہ اتنا بڑا سنگ مرمر کشمیر سے یہاں کیسے پہنچایا گیا جب کہ ذرائع آمدورفت و رسل و رسائل موجود نہ تھے ۔ واقعہ مشہور ہے کہ جب آپ نے وفات پائی تو کشمیر سے ایک وفد آپ کے جسد مبارک کو لینے کے لئے تھگس پہنچا ۔ تھگس والوں نے آپؒ کے جسد مبارک کو محلہ غرات کے ایک گھر میں چالیس دن تک چھپائے رکھا ۔ جس میں ایک کرامت ظاہر ہوئی ۔ ان چالیس دنوں میں آپ کا جسد مبارک بالکل تازہ تھا اسی دوران آپؒ کی ریش (داڑھی) مبارک اچھی خاصی بڑھ گئی تھی ۔ بعد میں جب کشمیریوں کو جسد مبارک چھپائے جانے کا علم ہوا ۔ اہل تھگس نے جسد مبارک کو محلہ غرات سے نکال کر سینو گاؤں کے نزدیک (رزنق) نامی جگہ چھپایا ۔ جس جگہ پر آپ کا جسد مبارک چھپایا گیا تھا ۔ وہاں ایک پودا اگا اس دن سے آج تک یہاں کے لوگ پیٹ کی تکلیف کے لئے اس پودے کے پتے سکھا کر کھاتے ہیں اور شفایاب ہوتے ہیں ۔ بعد اس کے کہ آپؒ کو دفنایا گیا کشمیریوں کا ایک گروہ پھر وہاں آیا ۔ ان کشمیریوں کی آمد سے یہاں کے مقامی کافی پریشان ہوئے ۔ آخر میں صلاح مشورے کے بعد جس جگہ پر آپ کا مرقد بنایا گیا تھا ہموار کر کے اس جگہ پر دیسی ساگ کاشت کیا ۔ یہ بھی حیران کن بات ہے کہ اگلے ہی روز ساگ سرسبز شاداب نظر آنے لگا ۔ ساگ اگنے سے قبر مبارک بالکل نظر نہ آتی تھی ۔ جب کشمیری وفد آپؒ کا مزار مبارک تلاش کرتے کرتے اس جگہ تک پہنچا تو انہوں نے دیکھا یہاں تو لمبا لمبا ساگ اگا ہوا ہے ۔ پس اس جگہ کو چھوڑ کر باقی ساری قبروں کو کھول کر آپ کے جسد مبارک کی تلاش شروع کر دی لیکن حضرتؒ کا جسد مبارک نہ ملنا تھا نہ ملا ۔ آخر ناچار وہ گروہ واپس جانے پر مجبور ہوا ۔ اہل تھگس اور نزدیک کے تمام علاقے کے لئے آپؒ کا آستانہ عالیہ محور عقیدت ہے ۔

ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک رات کو سید محمد شاہ (بروبخ) کو خواب آیا کہ حضرتؒ میر عارفؒ نے بتایا کہ میرے آستانہ پر ناپاک عورتوں کو آنے سے روکو ۔ ورنہ میں اس آستانے میں نہیں رہوں گا ۔ ایک رات پھر خواب آیا کہ میر عارفؒ فرماتے ہیں کہ میری قبر پر ایک چادر چڑھائی گئی ہے اسے اٹھا لو مجھے وہ بھاری لگ رہی ہے ۔ سید محمد شاہ صاحب نے صبح جا کر چادر اٹھائی اگلے روز سید محمد شاہ کو پھر خواب میں حضرت میر عارفؒ نظر آئے وہ فرما رہے تھے کہ چادر کو اٹھانے سے اب مجھے سکون ہوا ہے ۔

آستانہ مبارک کی تعمیر کئی بار ہوئی ۔ ۱۹۷۱ء میں تھگس کے سرکردہ لوگوں کی نگرانی میں استاد بوا عارف چھوربٹ نے مرمت کی ۔ ۱۹۷۱ء سے ۱۹۹۳ء تک اس کی دیکھ بھال کا بندوبست نہیں تھا ۔ جس کی وجہ آستانہ کی حالت بہت خراب ہو چکی تھی اب اس آستانہ کے نام پر ایک مکمل کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس کی نگرانی میں ۱۹۹۳ء میں روضہ مبارک کی دوبارہ مرمت کی گئی ہے ۔ اب آئندہ اس آستانہ عالیہ کی مرمت اور دیکھ بھال یہی کمیٹی کرے گی ۔

اس کمیٹی کے ممبران یہ ہیں ۔

۱ ۔ زلف علی، چیئرمین
۲ ۔ ابو روزی، ممبر
۳ ۔ محمد علی، ممبر
۴ ۔ علی، ممبر
۵ ۔ اخون علی موسیٰ، ممبر

حقوق زوجین

م - ش - کوزوی

اسلام دین فطرت ہے اور بنی نوع انسان کے لئے ایک مکمل و جامع نظام حیات فراہم کرتا ہے۔ جس میں عقائد، عادات، اخلاق اور معاملات کے تحت تمام مسائل اور مشکلات کا حل موجود ہے۔ آخرالذکر یعنی معاملات کے ضمن میں نکاح، طلاق، عدل و انصاف، حدود و تعزیرات اور خرید و فروخت وغیرہ وغیرہ احکام و مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔ اسلام میں زوجین کے حقوق و فرائض کے ایسے جامع اور مفصل ضابطے پائے جاتے ہیں۔ جو دنیا کے کسی عائلی ضابطے میں موجود نہیں۔

معاشرتی زندگی کی عمارت کا پہلا پتھر زوجین ہے۔ صالح انسانوں پر مشتمل زوجین ایک عمدہ مستحکم صالح خاندان قائم کرتا ہے۔ جو آپس میں مل کر ایک فلاحی معاشرہ تشکیل دیتا ہے۔ اس کے حقوق و فرائض سے آگاہی ایک مسلمان کے لئے نہایت ضروری ہے۔ خاص طور پر زوجین کے حقوق و فرائض سے ہر مسلمان کے لئے ضروری اور دینی فریضہ ہے۔

عہد نکاح کے انعقاد کے بعد حقوق و فرائض زوجیت شروع ہو جاتے ہیں۔ حقوق تین نوع کے ہیں۔ بعض وہ حقوق ہیں جو بیوی پر عائد ہوتے ہیں۔ بعض وہ حقوق ہیں جو شوہر پر عائد ہوتے ہیں اور بعض دونوں کے مشترک ہیں۔ زوجین میں ایک کا فرض دوسرے کا حق ہے۔ اس طرح دوسرے کا فرض پہلے کا حق ہے۔ فرض اور حق کا تعین دین اسلام نے کر دیا ہے۔ مگر افسوس زمانہ! حالی کے لوگوں نے انہیں بھلا دیا ہے۔ جس کی وجہ سے قسم قسم کی الجھنیں برپا ہیں۔ ہمارے ہاں، بہتر خاندان اور مثالی معاشرہ تشکیل نہیں پا سکے۔ ان میں حقوق و فرائض زوجین جو شریعت محمدیہ نے بیان کئے ہیں۔ نقل کئے جاتے ہیں تاکہ قارئین یورپ کے حیاسوز طور طریقوں کو مشعل راہ بنانے کی بجائے صاف ستھرے اسلامی حقوق و فرائض کو اپنے لئے مینارہ نور بنائیں اور اسلامی فلاحی معاشرہ تشکیل دیں۔

الف - بیوی کے فرائض جو شوہر کے حقوق ہیں، یہ ہیں: - کہ بیوی اپنے شوہر کی فرمانبردار، تابعدار اور مطیع ہو۔ ایسی خوش قسمت بیوی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث شریف ہے۔ جس کا ترجمہ ہے کہ جو عورت شوہر کی مطیع ہو، اس کے لئے پرندے ہوا میں مچھلیاں پانی میں جانور جنگلوں میں اور فرشتے آسمانوں میں استغفار کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: کیا میں تمہیں یہ بتلا دوں کہ مرد کا سب سے عمدہ خزانہ کیا ہے؟ صالح اور نیک بیوی، ایسی کہ شوہر اسے دیکھے تو اس کی طبیعت خوش ہو۔ اگر شوہر کہیں جائے تو وہ اس کے مال و آبرو کی حفاظت کرے اور شوہر اسے کوئی بات کہے تو وہ اسے مانے۔

ب - شوہر کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ بیوی کی نافرمانی کی صورت میں سزا دی جائے۔ جس کے تین طریقے ہیں۔

۱ - یہ کہ شوہر بیوی کو فرمانبرداری اختیار کرنے کی نصیحت کرے۔

۲ - یہ کہ نصیحت کا اثر نہ ہو تو سزا کے طور پر بستر سے علیحدگی اختیار کرے۔

۳ - یہ کہ ہلکی مار کے ذریعے ٹھیک کرے۔ شریعت نے معمولی مار کی بھی حد بیان کی ہے۔ کہ اس مار سے جسم پر نشان نہ پڑے ہڈی نہ ٹوٹے۔ اسی طرح چہرے پر مارنا قطعاً منع ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حد ہے۔ جس میں عورت کے حقوق اور آزادی نسواں جیسے نعروں سے تبدیلی ممکن نہیں۔ کیونکہ یورپ والوں کے لئے کوئی اور مکتب نہیں ہے جو کچھ ہے وہ دنیاوی زندگی ہے اور جمہوریت ہے جو

چاہے وہ کریں۔ لیکن اہل کاروان اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہستی ہے جس کے حضور ہر ایک نے پیش ہونا اور اپنا اپنا حساب پیش کرنا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: مرد عورتوں پر حاکم ہے۔ اس لئے کہ اللہ نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے۔ اور اس لئے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں جو نیک بیویاں ہیں وہ مردوں کے حکم پر چلتی ہیں۔ اور ان کے پیٹھ پیچھے آبرو کی حفاظت کرتی ہیں اور جن عورتوں کی نسبت تمہیں معلوم ہو کہ سرکشی اور بدخوئی کرنے لگی ہیں تو ان کو اول زبانی سمجھاؤ۔ اگر نہ سمجھیں تو پھر ان کے ساتھ سونا ترک کر دو۔

اگر اس پر بھی باز نہ آئیں تو زدو کوب کرو اور اگر فرماں بردار ہو جائیں تو پھر ان کو ایذا دینے کا بہانہ مت ڈھونڈو۔ بے شک اللہ سب سے اعلیٰ اور جلیل القدر ہے۔ سورۃ بقرہ آیت ۲۲۸ کے آخر میں بتایا گیا ہے: مردوں کو عورتوں پر ایک فضیلت حاصل ہے۔

کلام الٰہی کے حکیمانہ ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ نظام خانہ داری میں بھی ایک امیر یا سربراہ کی ضرورت ہے۔ جو اختلاف کی صورت میں فیصلہ کرے اور جس کا فیصلہ چل سکے اس سے عورتوں اور بچوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو منتخب فرمایا۔ یہ نہ صرف مشیت ایزدی ہے بلکہ مردوں کی علمی اور عملی قوتیں بہ نسبت عورتوں اور بچوں کے زیادہ ہیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کوئی مرد تو کیا کوئی سمجھدار عورت بھی انکار نہیں کر سکتی۔

۴۔ شوہر کا تیسرا حق یا بیوی کا یہ فرض ہے کہ بیوی شوہر کے گھر میں رہے۔ اس کی اجازت کے بغیر نہ کسی کو گھر بلائے اور نہ خود کہیں جائے۔

۵۔ بیوی کا ایک فرض یا شوہر کا حق یہ ہے کہ بیوی شوہر کے گھر کی دیکھ بھال کرے۔ سماج کی دوسری عورتیں جو فرائض انجام دیتی ہیں وہ فرائض انجام دے اور بچوں کی پرورش اور تربیت کرے۔

خواتین کے لئے حضرت فاطمہ الزہرا السلام علیہا کی زندگی نمونہ حیات ہے۔ جن کے ہاتھوں میں دستی چکی چلاتے چلاتے گھٹنیاں پڑ گئی تھیں۔

۵۔ بیوی کا فرض ہے کہ مباشرت کے مواقع پیدا کرے۔ ماسوائے تحریمی صورتوں کے۔

ب۔ اب آئیے۔ کہ شوہروں کے کیا فرائض ہیں جو عورتوں کے حقوق ہیں۔ عورتوں کے حقوق میں سے بعض مالی ہیں۔ مثلاً مہر اور نان و نفقہ اور کچھ غیر مالی ہیں۔

۱۔ بیوی کا حق یا شوہر کا فرض یہ ہے کہ وہ بیوی کا مہر ادا کرے۔ جو صحیح نکاح کے انعقاد پر واجب ہے۔ اور یہ مہر اگر زندگی میں نہ دیا گیا ہو تو یہ اس کے ذمہ واجب الادا رہتا ہے۔ الا اس صورت میں کہ بیوی برضائے خود معاف کر دے۔ اس طرح شوہر کا فرض ہے کہ بیوی کو روٹی رہائش اور کپڑا فراہم کرے۔

۲۔ شوہر کا فرض ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ حق و انصاف سے پیش آئے۔ بدسلوکی نہ کرے۔ اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے درمیان عدل کرے۔ ایک سا سلوک کرے۔ ورنہ ٹھکانہ جہنم ہے۔ بیوی سے حسن سلوک کرنے کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے کہ: ان کے ساتھ اچھی معاشرت اختیار کرو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: کمال ایمان والا وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہو۔ اور تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا ہو۔

۳۔ شوہر کا فرض ہے کہ وہ بیوی کی عزت، ناموس کی حفاظت کرے اور اس کی عزت پر حرف نہ آنے دے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: کوئی مومن شخص کسی مومن عورت سے نفرت نہ کرے۔ کیونکہ اگر اس کی ایک بات ناپسندیدہ ہو گی تو یقیناً دوسری بات پسندیدہ ہو گی۔

۴۔ شوہر کا فرض ہے کہ وہ بجز تعزیری اور حیض و نفاس کی صورت کے عورت کے پاس جانے سے احتراز نہ کرے۔ اس سلسلہ میں خداوند کریم نے فرمایا کہ: پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

ج۔ زوجین کے حقوق بیان کرنے کے بعد دونوں کے مشترکہ حقوق بھی ہیں۔ جو بیان کئے جاتے ہیں۔ ارشاد

فرمایا گیا ہے: عورتوں کے حقوق مردوں کے ذمے ایسے ہی واجب ہیں جیسے مردوں کے حقوق عورتوں کے ذمہ ہیں۔

یہ حقوق صورت کے اعتبار سے مماثل ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ عورت کے لئے ایک قسم کا کام لازم ہے۔ تو اس کے مقابل مرد کے لئے دوسری قسم کے کام ہیں۔ گھر کے کام میں اگر عورت پر امورِ خانہ اور بچوں کی تربیت و حفاظت کی ذمہ داری عائد ہے تو مرد ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کسب معاش کا ذمہ دار ہے۔ عورت کے ذمہ مرد کی خدمت و اطاعت ہے۔ تو مرد کے ذمہ مہر اور نان و نفقہ ہے۔ زوجین کی یہ ذمہ داریاں صنف کے لحاظ سے متعین ہیں۔

۱۔ مشترکہ حقوق میں سب سے پہلے زوجین کے درمیان باہمی ازدواجی تعلق اور لطف اندوزی کا ہے۔

۲۔ مشترکہ حقوق میں حرمت مصاہرت بھی ہے۔ یعنی شوہر کے باپ دادا، نانا نانا۔ بیٹا اور پوتے سے بیوی کا نکاح حرام اور اسی طرح بیوی کی ماں۔ نانی۔ بیٹی و نواسی سے شوہر کا نکاح حرام ہے۔

۳۔ بیوی کا شوہر کا وارث ہونا اور شوہر کا بیوی کا وارث ہونا مشترکہ حقوق زوجین میں سے ہے۔

۴۔ اولاد کی نسبت شوہر سے ثابت ہونا۔

مختصر یہ کہ زوجین کے حقوق و فرائض شریعت محمدیہ میں متعین ہیں۔ میاں، بیوی گاڑی کے دو پہیوں کی مانند ہیں۔ اگر دونوں پہیے اچھی طرح اپنا اپنا کام سرانجام دیں تو گاڑی چل جائے گی۔ اگر ان میں سے کسی ایک میں نقص و فتور پیدا ہو تو گاڑی نہیں چل سکتی۔ اس طرح اگر میاں بیوی میں سے کسی کی نیت اور کارکردگی میں فتور پیدا ہو جائے تو زندگی کی یہ گاڑی آگے نہیں چل سکتی۔

الغرض وفادار پرخلوص اور حقوق و فرائض کو مدنظر رکھنے والے زوجین کی دنیاوی زندگی جنت کی زندگی کا نمونہ بن جاتی ہے اور ان کا گھر جنت کے گھروں کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ اور جو زوجین آپس میں بے وفا، خودغرض اور حقوق و فرائض کو نظرانداز کرنے والے ہوں۔ ان کی زندگی دوزخ کی طرح اذیت ناک اور ان کا گھر جہنم جیسا دردناک اور ان کی زیست میدان محشر کی مانند غمناک ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام کے احکامات پر سر تسلیم خم کر کے عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین یا رب العالمین

ملک بھر میں عیدالاضحیٰ مذہبی جوش و خروش سے منائی گئی

۲۹ اپریل ۱۹۹۶ء کو پورے پاکستان بشمول شمالی علاقہ جات اور آزاد کشمیر میں عیدالاضحیٰ مذہبی جوش و خروش کے ساتھ منائی گئی۔ صاحب حیثیت مسلمانوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے جانوروں کی قربانی کی۔

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد کے خطیب علامہ محمد بشیر صاحب بلتستان کے دورے پر روانگی کی بنا پر عید کی نماز مولانا محمد انور صاحب نائب خطیب نے پڑھائی۔ انہوں نے اپنے خطبہ میں مسلمانوں پر حضرت ابراہیم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے قربانی کی ضرورت پرزور دیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابراہیمؑ اللہ تعالیٰ کا حکم بجا لاتے ہوئے حضرت اسماعیلؑ کو قربان کرنے پر آمادہ ہوئے۔ یہ بہت بڑا امتحان تھا جس میں حضرت ابراہیمؑ کامیاب و کامران رہے۔ سنت ابراہیم تمام مسلمانوں کا جزایمان ہے۔

بقیہ آپ کے مسائل اور ان کا حل

۶۔ عکس متحرک بلاصوت۔ یہ عکس متحرک مع الصوت کے ذیل میں بیان کردہ صورتوں کا ہی نام ہے۔ جس میں آواز نہ ہو صرف حرکات و سکنات ہوں۔

حکم یہاں پر بھی وہی ہے جو اوپر گزرا ہے۔ یعنی شرعاً قابل اعتراض حالت یا قابل اعتراض منظر نہ ہو تو درست ورنہ ناروا۔

توقع ہے کہ محترم اخوند محمد حسین سرمیکی اپنے سوالات کے جوابات سے مطمئن ہوں گے۔

فضائل اہلبیت

شکور علی انور فاضل عربی - بی اے، بی ایڈ

رب ذوالجلال کا ارشاد گرامی ہے کہ:

قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ و من یقترف حسنۃ نزد لہ فیھا حسنا ان اللہ غفور شکور (سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۲۳

ترجمہ: (اے محمدؐ) ان لوگوں سے کہہ دو میں تم سے اجر رسالت صرف یہ چاہتا ہوں کہ میرے قرابت داروں سے محبت کرو جو نیکی حاصل کرے گا اس کی نیکی میں اضافہ کریں گے اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور شکر کرنے والا ہے۔

مذکورہ آیت میں حق تعالیٰ عزشانہ خوبصورت انداز میں حضرت رسالت مآبؐ سے مخاطب ہیں۔ کیونکہ تبلیغ و ارسال کے ذریعے اسلام کی جتنی خدمات سرانجام دیں۔ لوگوں کو کفر و شرک سے روکا گھٹا ٹوپ ظلمت و جہالت سے نکال کر نور اسلام سے فیضیاب کیا۔ توحید و رسالت موت و حیات حساب و کتاب، عذاب، ثواب، سوال و جواب اور حشر و نشر کے میدان میں تپتی ہوئی دھوپ میں جلنے اور جہنم کے عذاب اور دھکتی ہوئی آگ میں جھلسنے کے حالات سے آگاہ کیا جنت کے انعامات فاضلہ سے مطلع کیا۔ پتھروں اور بتوں کی پرستش کرنے والوں کو ایک حقیقی خالق کا پرستار بنایا کفر و شرک کے سمندر سے نکالا۔ انہیں ایمان و ایقان کی دولت سے بہرہ مند کیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا

اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اس دعوت و تبلیغ کرنے اور تم کو دولت ایمان عطا کر کے ایمان و ایقان سے سرفراز کرنے کے بدلے میں مال و دولت یا کوئی دوسری مادی منفعت نہیں مانگتا۔ البتہ تم لوگوں کو کلمہ پاک کی تعلیم دینے کا اجر میں تم سے مانگتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم میری اہلبیت اطہار سے محبت کرو (سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۲۳)

اس آیت پاک پر غور کیجئے کہ کس پیارے انداز میں خداوند تعالیٰ کی طرف سے نبی کے کلمہ پڑھانے اور دولت ایمان عطا کرنے کا صلہ اور اور دنیا والوں کو ضلالت و گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر رشد و ہدایت کی روشنی میں لانے کا بدلہ اور کفر و عصیان کے سمندر میں غوطہ کھانے والوں کو دین و ایمان کا سہارا دے کر کنارے پر لگانے کا اجر محبت اہل بیت، غلامی عترت پیغمبر اور عشق حضرت امام حسینؑ کی صورت میں طلب کیا جا رہا ہے اور پھر اس آیت مبارکہ کے پیش نظر یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اگر کوئی مسلمان کلمہ بھی پڑھتا ہے روزے بھی رکھتا ہے اور نماز کا پابند بھی ہے۔ حج اور زکواۃ بھی ادا کرتا ہے اور ساری ساری رات مصلے پر بیٹھ کر نفل پڑھتا ہے لیکن اس کے دل میں اہل بیت کی محبت نہیں ہے تو پھر نہ اس کے کلمے پر کوئی اعتبار ہے اور نہ ہی اس کے ایمان کی کوئی قیمت اور پھر حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کو اور بھی کھول کر بیان فرمایا ہے جہاں جن احادیث و کرامات کی روشنی میں جب اہل بیت کی تاکید موجود ہو گی ان آیات و احادیث کو من و عن سلک تحریر میں لائیں گے۔ کیونکہ اہل تصوف اپنے دل میں نہ صرف اہل بیت کی محبت و عشق سے حصہ وافر رکھتے ہیں بلکہ قرآنی شریعت کی ہر ہر آیت کی لاریب صورت کو جان و دل سے قبول کرتے ہیں۔ اور اپنی فوز و فلاح کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور قرآن و اہل بیت کو فاصلہ بعد المشرقین میں رکھنے کی کوشش نہیں کرتے ہیں۔ جب تک دل میں تحقیق اور بصیرت کی وسعت نہ ہو گی اس وقت تک اہل بیت کی محبت اور مودت حاصل نہیں ہو گی۔ اور یہ تحقیق اور محبت اہل بیت ان عظیم ہستیوں کی مناقب و فضائل معلوم کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کی محبت ان کی شناخت و معرفت کے بعد پیدا ہو گی۔ چنانچہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

من احب شیئاً اکثر ذکرہ (نہج الفصاحہ)

جو شخص کسی چیز سے محبت رکھتا ہے اس کو بار بار یاد کرتا ہے۔

حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ مذکورہ آیت کی یوں تشریح کرتے ہیں۔

فلما کان مؤدۃ ال النبی مسئولا عنها حیث امر اللہ تعالی لحبیبہ العربی بان لا یسئل عن قومہ سوی المؤدۃ القربی و ان ذالک سبب النجاۃ للمحبین و موجب و صولهم الیہ والی الہ علیهم السلام و قال علیہ السلام من احب قوما حشر فی زمرتهم و ایضاً قال علیہ السلام المرء مع من احب۔ (کتاب المؤدہ القربی)

پس جب آل نبی کی دوستی کی بابت سوال کیا گیا ہے۔ اور وہ ہم سے طلب کی گئی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ اپنی امت سے اپنے ذوی القربیٰ کی دوستی کے سوا اور کچھ طلب نہ کرے اور یہ دوستی محبوب کے لئے باعث نجات آخرت اور آنحضرتؐ اور ان کی آل اطہار علیہم السلام سے ملنے کا ذریعہ ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی قوم سے دوستی رکھتا ہے وہ قیامت کے دن انہی کے گروہ میں اٹھے گا نیز ارشاد فرمایا ہے کہ آدمی اسی شخص کے ہمراہ ہوتا ہے جس کو وہ دوست رکھتا ہو۔ (زاد العقبیٰ ص ۱۵)

قرآن و اہل بیت میں چولی دامن کا ساتھ

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کلام اللہ دین و شریعت کا سرچشمہ اور منبع اولیٰ ہے جس کی تشریح و تفسیر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ ہیں۔ ان احادیث کی حفاظت اور عملی نمونہ کے لئے صحابہ کرامؓ اور اہل بیت اطہارؓ کی زندگیاں صرف ہو گئیں۔ قرآن مجید اپنے اندر حقیقت آمیزی اور صداقت بیانی کا حیرت انگیز انداز سموئے ہوئے بھی ہے کہ اس کی روح اخیز کیفیتوں سے دنیائے معارف روشن ہو گئی ہے۔ اہلبیت اطہار وہ ہستیاں ہیں جن کے دل انوار علوم قرآن سے تابندہ و درخشاں ہوتے تھے۔ وعلم لدون حقائق معارف اسلامی کے حقیقی معنوں میں محافظ و پاسبان تھے۔ قرآن و حکیم کی ہر ہر آیت سینکڑوں اسرار و رموز اور حکمت الہی سے مملوتی ہوتی ہے۔ اہلبیت بھی ان اسرار و رموز قرآنی کے صحیح معنوں میں نگہبان ہیں۔ وہ نہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عادات کو سینہ بہ سینہ منتقل کرنے کے سلسلے میں وارث ٹھہرے ہیں۔ بلکہ اسلام کے احکامات و نواہی اور شریعت کے دبستان کی بھی خوب آبیاری کرتے رہے ہیں۔ اور اکثر نے اسی تحفظے سے میں اپنی قیمتی جانیں ضائع کیں۔

لہٰذا قرآن و اہلبیت کا ہمیشہ سے چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے ایسے وابستہ اور لازم و ملزوم ہیں کہ دونوں سے برابر کا تعلق اور ایمانی ربط رکھے بغیر دین اسلام کی تفہیم ناممکن ہے۔

قرآن اصل ہے تو اہلبیت اس کی فرع ہے۔ فرع کے بغیر اصل کی کوئی زینت نہیں ہوتی۔ قرآن اجمال ہے اہلبیت اس کی تفصیل ہے۔ قرآن تنزیل ہے تو اہلبیت اس کی تفسیر اور تاویل ہے۔ قرآن اہلبیت کی پاکیزگی بیان کرتا ہے اہلبیت قرآن کی تصدیق اور تعمیل کرتے ہیں۔ قرآن اطاعت خداوندی اور متابعت سنت کا درس دیتا ہے۔ اہلبیت اطاعت خداوندی اور متابعت سنت کا بہترین نمونہ پیش کرتے ہیں۔ قرآن اسرار و رموز شریعت کا خزینہ ہے۔ اہلبیت اطہار ان اسرار و رموز کے مظہر اور مفسر ہیں اور قیامت تک جدا نہ ہونے والی چیزیں ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اهلبیتی لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔ (کتاب المودۃ القربی مودت دوم حدیث نمبر ۱۵)

(جاری ہے)

مکلی کا شہر خموشاں

جی آر ثاقب

تنظیم نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ سرک کراچی یونٹ کی زیرنگرانی ہر سال تاریخی مقامات کا مطالعاتی دورہ کیا ہے۔ تاکہ کاروان تصوف کو ماضی کے واقعات اور حالات کے بارے میں معلوم حاصل ہوسکے۔ حسب سابق امسال بھی عیدالفطر کے پرمسرت موقع پر نوربخشیہ مرحوم عون علی الموسوی کے چھوٹے صاحبزادے سید مبارک علی شاہ طالبعلم منہاج القرآن اسلامک یونیورسٹی لاہور کے زیرقیادت طلباء نے مکلی کے قبرستان کا مطالعاتی دورہ کیا۔

مکلی کراچی شہر کے مشرق کی سمت میں واقع ہے۔ مکلی کے قبرستان میں چودھویں صدی یا اٹھارہویں صدی تک کے بزرگان دین، امراء، وزراء اور شاہان سلف کے قدیم مقابر ہیں۔ دنیا کے اس بڑے قبرستان میں لاکھوں قبریں عہد پارینہ کی یاد دلاتی ہیں۔ یہ چھوٹا سا خاموش شہر مکلی کے چھ مربع میل سے زائد رقبے پر محیط ہے۔ اس سے ماضی کی چار سو سال پرانی ایک عظیم تہذیب وابستہ ہے۔ یہ وہ دور تھا جب کہ خانوادہ سمہ (۱۳۴۰ء تا ۱۵۲۰ء) ارغون (۱۵۲۰ء تا ۱۵۵۵ء) ترخان (۱۵۵۵ء تا ۱۵۹۲ء) اور شاہان مغلیہ (۱۵۹۲ء تا ۱۷۳۹ء) نے شہر ٹھٹھہ کو شان و شوکت بخشی تھی۔ جہاں کے متوطن بزرگان دین، امراء، وزراء اور حکمرانوں نے مکلی کو اپنی آخری آرام گاہ بنایا۔ دولت کے اعتبار سے بعض ہمعصر یورپی سیاحوں نے اسی شہر ٹھٹھہ کو "کان زر" کے نام سے موسوم کیا۔

وزارت مکلی میں جنوبی سمت سے داخلی ہونے پر فن تعمیر کے لحاظ سے تین ادوار کے مزارات نظر آتے ہیں۔ جس کا تاریخ وار سلسلہ ماضی کی طرف پیچھے چلتا جاتا ہے۔ چنانچہ پہلے عہد مغلیہ کے مقبرے ملتے ہیں جن میں مقابر جانی بیگ غازی بیگ، طول بیگ، جان بابا قابل ذکر ہیں۔ پھر آگے بڑھ کر ترخان اور ارغون دور کے مقبرے ملتے ہیں جن میں عیسیٰ خان ترخان اول - بائی بیگ ترخان - اینسابائی، سلطان ابراہیم، میر سلمان اور دیگر مقبرے شامل ہیں۔

تیسرے قسم کے مقبرے جو انتہائی شمال میں واقع ہیں۔ عہد سمہ کی یادگار ہیں۔ ان میں جام نظام الدین مبارک خان ملک راج پال کے مقبرے اور کچھ چھتریاں جو اوائل چودھویں صدی کی قبروں پر بنی ہیں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ قبروں کی تعمیر کے لئے پتھر یا گلٹھی رنگ کی پختہ اینٹیں استعمال کی گئی ہیں۔ اینٹوں کی ٹائلیں منقوش روغنی ٹائلوں سے مزین ہیں۔ جو ایران سے سندھ کے قدیم ثقافتی تعلقات کی مظہر ہے۔ پتھر کی عمارتیں سنگ تراشی کا بہترین نمونہ پیش کرتی ہیں۔ ان کے نقش و نگار سے معلوم ہوتا ہے کہ ردائے سنگ پر زرکاری کی گئی ہے۔ مکلی سے دو کلومیٹر کے فاصلے پر شہر ٹھٹھہ کی تاریخی مسجد شاہ جہان کا بھی دورہ کیا اور وہاں عصر کی نماز باجماعت ادا کی گئی۔

دورے کے دوران ساحل سمندر پر واقع حضرت سید عبداللہ شاہ غازیؒ کے مرقد عالیہ پر بھی حاضری دی گئی اور فاتحہ پڑھی - یاد رہے کہ حضرت سید عبداللہ شاہ غازیؒ کا شجرہ نسب چھٹی پشت پر حضرت علی علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔

دورے کے بعد ایک چھوٹی سی تقریب میں منہاج القرآن اسلامک یونیورسٹی کے ہونہار طالبعلم سید ذوالفقار علی قمر نے تنظیم نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ سرک کراچی یونٹ کو اس طرح کے مطالعاتی دورے کرانے پر مبارکباد پیش کی انہوں نے مزید کہا کہ ہمیں نوجوان نسل میں مادہ پرستی کے بجائے دین پرستی کی روح پیدا کرنی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ کسی ملت کا شباب اور عروج و کمال نوجوانان ملت کے پاکیزہ متحرک اور انقلابی کردار کا نتیجہ ہوتا ہے۔

غورسے میں نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کا قیام

۲۱ فروری ۱۹۹۶ء کو غورسے سے گونا (غورو) میں ایک ہنگامی میٹنگ ہوئی جس میں دینی اور فلاحی کاموں کی انجام دہی کے لئے ایک تنظیم کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس تنظیم کے زیراہتمام ایک مدرسہ میر عارف کا قیام عمل میں لایا گیا۔ تاکہ غورسے کے عوام دینی تعلیم سے آراستہ ہوسکیں اور مندرجہ ذیل اشخاص کو نامزد کیا گیا۔

۱۔ محمد علی، صدر
۲۔ علی، نائب صدر
۳۔ غلام محمد، جنرل سیکرٹری
۴۔ محمد سلیم، جوائنٹ سیکرٹری

امیر کبیر سید علی ہمدانی

ڈاکٹر آغا حسین ہمدانی

حضرت شاہ ہمدانؒ نہ صرف اسلام کے جان نثار مبلغ تھے بلکہ ایک عظیم مجاہد زبردست عارف، جہاں بین، زاہد اور پر عزم مومن تھے جن کی نگاہ عرفان سے دلوں کی کایا پلٹ جاتی تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی آپ کو جنید زمان اور سقطی دوران کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ مولانا جامی آپ کو جامع علوم ظاہرو باطن لکھتے ہیں۔

رسالہ مستورات میں لکھا ہے کہ شیخ ابو سعید حبشی کو حضور پاکؐ نے رویائے صادقہ میں بشارت دی تھی کہ میری ہجرت کے سات سو تیرہ سال بعد وہ ستارہ عراق کے شہر ہمدان میں طلوع ہو گا۔ جس کا وہ دیدار کریں گے۔ لہذا آپ کی تاریخ ولادت پیر ۱۲ رجب المرجب ۷۱۴ ہجری بمطابق ۱۳۱۴ ہے۔ صاحب رسالہ مستورات نے شیخ نظام الدین یحیٰ النوری الخراسانی (م۔ ۷۵۲ھ) سے متعلق ایک واقعہ لکھا ہے کہ شیخ نے سید ہمدانی کے شب تولد دیکھا کہ حضرت خضرؑ اور حضرت الیاسؑ خوبصورت کپڑے ہاتھوں میں لئے شہاب الدین ہمدانی کے گھر جا رہے ہیں اور فرماتے ہیں۔ کہ آج رات اس گھر میں ایک بیٹا پیدا ہوا ہے کہ جو بہت بلند مرتبہ ہو گا اور یہ کپڑے بطور تبرک وہاں لئے جاتے ہیں۔ سید علی ہمدان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد سید شہاب الدین تھے جو حضرت امام زین العابدینؑ کی اولاد سے تھے جن کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔ سید علی بن سید شہاب الدین بن محمد بن علی بن یوسف بن شرف بن محمد بن جعفر بن عبداللہ بن محمد بن حسین بن جعفرالحجہ بن عبداللہ بن زاہد بن الحسن بن علی زین العابدین بن حسین بن علی سید شہاب الدین ہمدان کے حاکم تھے آپ کی والدہ کا اسم گرامی سیدہ فاطمہؒ تھا جو ابوالمکارم رکن الدین سید علاءالدولہ سمنانی (پ ۶۵۹ھ) کی ہمشیرہ تھیں جو اپنے زمانے کے بڑے عارف تھے سید علی نے ابتدائی تعلیم اپنے ماموں سے حاصل کی اور کلام پاک حفظ کیا۔ خود فرماتے ہیں کہ میرے ایک ماموں تھے۔ جن کا لقب سید علاؤالدین تھا وہ اولیاء اللہ میں سے تھے ان کے زیر تربیت مجھے بچپن ہی میں قرآن حفظ ہو گیا تھا

سید علی ہمدانی نے سلوک کا آغاز ۷۳۳ ھ میں کیا

جب آپ کے ماموں نے آپ کو ایک مرد متقی اخی شیخ تقی الدین ابوالبرکات علی دوستی کے سپرد کیا۔ جنہوں نے آگے شیخ محمود مزدقانی کی خدمت میں جانے کا حکم دیا۔

سید علی ہمدانی صوفیا کے کبرویہ سلسلہ سے منسلک تھے۔ اس سلسلے کے بزرگوں کے نام رسالہ نوریہ، داودیہ، فقریہ اور خلاصتہ المناقب میں یوں درج ہیں۔ سید علی ہمدانی من شیخ محمود مزدقانی من شیخ علاؤ الدین سمنانی من شیخ عبدالرحمن اسفرائنی من شیخ احمد جوزقانی من شیخ علی لالا من شیخ مجدد الدین بغدادی من شیخ نجم الدین کبرائی من شیخ عمار یاسر من شیخ ابو نجیب السہروردی من شیخ احمد الغزالی من شیخ ابابکر نساجی شیخ اباالقاسم الجرجانی من شیخ جنید بغدادی من شیخ سری سقطی من شیخ معروف کرخی من امام موسی کاظم من امام جعفر صادق من امام محمد باقر من امام علی زین العابدین من امام حسین من امام حضرت علی من سید المرسلین رسول رب العالمین۔

شاہ ہمدان کا سلسلہ فتوت بھی کبرویہ تھا۔ فتوت یا جوانمردی صوفیانہ اصطلاح میں شریعت، طریقت اور حقیقت کی مانند ایک مسلک ہے جس سے دین اسلام کے اخلاق اعلیٰ نمایاں اور تصوف فعال تر ہوتا ہے۔ فتوت کے تین درجے ہیں اول سخا، دوم صفا، سوم وفا، سید علی ہمدانی نے سلسلہ فتوحیہ کی سند اس طرح لکھی ہے۔ میں نے لباس فتوت جو خرقہ مبارک کا جزو ہے اپنے شیخ، امام و رہنما اور طریق فتوت میں جن پر اعتماد اور یقین ہے امام محدثین قدوۃ

العارفین، سلطان المحققین نجم الحق والملۃ والدین، ابوالمیامن محمد بن محمد اذکائی کے دست مبارک سے زیب تن کیا۔ انہوں نے شیخ عارف محمد بن جمال سے انہوں نے نورالدین سالار سے انہوں نے شیخ علی لالا غزنوی، انہوں نے شیخ نجم الدین کبریٰ سے انہوں نے اسمعیل العقیدی سے انہوں نے محمد المالکیل سے انہوں نے داود بن محمد سے انہوں نے ابوالعباس بن ادریس سے انہوں نے اباالقاسم ابن رمضان سے انہوں نے ابو یعقوب طبری سے انہوں نے عبداللہ عمر بن عثمان سے انہوں نے ابایعقوب النہرجوری سے انہوں نے ابایعقوب السوسی سے انہوں نے عبدالواحد بن زید سے انہوں نے کمیل بن زید سے اور انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب سے انہوں نے خاتم المرسلین رسول رب العالمین سے

نورالدین جعفر بدخشی نے لکھا ہے کہ اپنے زمانہ

صغرسنی میں جناب سید ایک مجلس میں چار سو اولیاء سے شرفیاب ہوئے۔ سید علی ہمدانی جب مجاہدہ و ریاضت کے بعد ۷۳۳ ہجری میں دوبارہ شیخ محمود مزدقانی کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے آپ کو سفر کا حکم دیا۔ فرمان شیخ کو بسرو چشم تسلیم کرتے ہوئے آپ سیاحت عالم پر روانہ ہوئے اور اپنی زندگی کا بیشتر حصہ مسافرت میں بسر کیا۔ تذکروں میں یہی روایت درج ہے کہ جناب سید نے تمام دنیا کی تین بار سیاحت کی۔ خلاصۃ المناقب کی رو سے آپ اپنے اسفار کے دوران مزدقان، ختلان، بلخ، بدخشان ختہ، یزد، شام، بغداد حجاز روم ماوراالنہر میں کئی بار گئے۔ سراندیپ میں آپ نے حضرت آدم کے نقش پا کی زیارت کی۔ سات بار پیدل حج بیت اللہ ادا کیا۔

آپ نے ایک سو ستر سے زائد عربی و فارسی میں کتابیں لکھیں جن میں سے سب سے اہم مفصل کتاب ذخیرۃ الملوک ہے۔ آپ کشمیر میں تین بار تشریف لائے۔ آپ نے ۶ ذوالحجہ ۷۸۶ھ کو وفات پائی۔ وفات سے قبل آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ورد کیا اور از روئے ابجد انہی آخری کلمات سے آپ کا سال وفات ۷۸۶ نکلتا ہے۔ آپ کے خلفائے کبار میں اہم ترین میر سید حسین سمنانی سید تاج الدین سمنانی، سید جمال الدین محدث سید کمال الدین ثانی، خواجہ اسحاق ختلانی، مولانا جعفر بدخشی، سید محمد کاظم ہیں۔

ہمعصر مشائخ و علماء نے آپ کی عظمت کا اظہار ان القاب سے کیا۔ سلطان الاولیا، برہان الاصفیا، قدرۃ العارفین زبدۃ المحققین، جامع جمیع تجلیات، محی الشریعت و طریقت، ختم المتقدمین، زبدۃ المتاخرین، مرشد للاولیاو الی طریق الحق والیقین، مرکز دائرۃ الوجود، الہادی الی المقصود، قطب الاقطاب الکامل الصمدانی علی الثانی امیر کبیر سید علی ہمدانی۔

راولپنڈی کے کاچو ناصر کے جواں سال بیٹے کا انتقال

انجمن نوربخشیہ راولپنڈی کے صدر کاچو ناصر کے چھوٹے صاحبزادے کاچو عادل جن کی عمر ۲۰ سال تھی۔ ۱۹ اپریل ۱۹۹۹ء کو جنرل ہسپتال لاہور میں انتقال کر گئے۔

مرحوم انجینیرنگ کے طالب علم تھے اور عرصہ ۷ ماہ سے صاحب فراش تھے ان کی ناگہانی موت سے کاچو صاحب اور ان کے خاندان کو جو صدمہ پہنچا ہے۔ ادارہ نوائے صوفیہ ان کے اس غم میں برابر کا شریک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین

(ادارہ)

بقیہ قارئین کے خطوط

شاہ ہمدان پبلیکیشنز کے زیر اہتمام اہل تصوف کا بنیادی دستورالعمل رسالہ "دہ قاعدہ" کی اردو میں کامیاب اشاعت سے اہل تصوف کی دیرینہ خواہش پوری ہو گئی ہے۔ دس عدد کاپیاں موصول ہوئی تھیں۔ قیمت مبلغ دو سو روپے منی آرڈر کر دیا ہے اور نوائے صوفیہ کے لئے ۳۰۰ روپے بھی ارسال خدمت ہے۔

ابوالممتاز
نمائندہ نوائے صوفیہ تھلے

SHAH SAYYED MOHAMMAD NURBAKHSH QAHISTANI

Sajjad Hussain, M.Sc.
A.J & K University
Muzaffarabad

NURBAKHSH'S MYSTICAL PATH

In order to set out and delineate some main features of Nurbakhsh's mystical path, both historically and phenomenologically, it is necessary to study his works in detail and to compare it with other mystical literatures of Islam. But to reach this point, we have to travel a long way through the history of Sufism. Researches show that Nurbakhsh's mystical path was not a newly created one but it was a revival movement. All the Western Orientalists and the Islamic Scholars who have discerned Sufism, agree to the fact that this movement has assumed various shapes appropriate to the time and personality of its leaders, though its substance remained the same.

"The aims of all the mystics are essentially the same to attempt to reach individual salvation through attaining true "tauhid". Says one of the leading western orientalists.

1. He further says "Sufism traces its origins back to the Prophet of Islam and the mystics have played a decisive role in the development of Quranic Sciences."

2. The history of Sufism is a chart showing some of the stations on this path of interpretation, some of the forms in which true tauhid was expressed, some of the different ways in which the sufis tried to reach their goal, whether individually or collectively through gnosis or though love, by means of asceticism or through practices leading to ecstatic rapture. Its external history is a history of the spiritual, theological, and literary movement in Islam.

   Mysticism traces it origins back to the prophet of Islam. Muhammad (Peace be upon him) is the first link in the spiritual chain of Sufism. Shah Sayyid M. Nurbakhsh Qahistani gives his full silsilah (Spiritual chain) starting from Muhammad (peace be upon him) through all Kubravi masters upto Mir Sayyid Ali al Hamadani (Shah-e- Hamadan) in his book Kashf-al-Haqaiq.

3. According to which the ascetic wisdom as transmitted from the Holy Prophet Muhammad (P.B.U.H) to his cousin and son-in-low Ali ibn Abi Talib (Peace be upon him). Other members of Prophet's family and his friends were endowed with mystical insight and pursued mystical practices. The spiritual chain of Nurbakhsh as given in his works are as follows:-

   Holy Prophet Muhammad (Peace be upon him)
   Hazrat Ali Ibn Abi Talib (A.s)
   Hazrat Imam Hussain (A.S)
   Hazrat Imam Ali Zain al Abideen (A.s)
   Hazrat Imam Muhammad Baqir (A.S)

Hazrat Imam Jafar as-Sadiq (A.S)_
Hazrat Imam Musa kazim (A.S)
Hazrat Imam ali Riza (A.S)
Hazrat Shaykh Maruf al-Kurkhi
Hazrat Shaykh Sari as-Saqti
Hazrat Shaykh Junayd al-Baghdadi
Hazrat Shaykh Abu ali al-Rudbari
Hazrat Shaykh Abu ali al-Katibi
Hazrat Shaykh Abu Usman maghribi
Hazrat Shaykh Abu al-Qasim al-Jurjani
hazrat Shaykh Abu Bakr Annasaji.
Hazrat Shaykh Ahmad Ghazali.
Hazrat Shaykh abu Najeeb al-Suharwardi
Hazrat Shaykh Ammaar Yasir al-Badeesi
Hazrat Shaykh al-Najm-ud-Din al-Kubra
hazrat Shaykh Ali al-Lala
Hazrat Shaykh Ahmed Zakir al-Jusjani
Hazrat Shaykh Abdu al-Rahman Asfariyeni
Hazrat Shaykh Alla al-Dula as-Samnami
Hazrat Shaykh Mehmood al-Muzadiqani
Hazrat Shaykh Amir al-Kabir Sayyid Ali at Hamadani.
Hazrat Khawaja Ishaq al-Khutalni.
Sayyid Muhammad nurbakhsh al-Qahistani.

All the masters of the path taught the same teachings as Sayyid Muhammad Nurbakhsh Qahistani did. The only difference is that Nurbakhsh has put these teachings into written form. Looking the popularity of his theological and spiritual movement, most of the scholars and people mistakenly ascribed the movement to a new sect in islam. although it was not a newly created sect but rather was a revival movement inside islam. Nurbakhsh has stated the practices of the prophet's time in its true spirit and in original form which was originally conceived to him step by step through all the spiritual masters of the path. That is why Nurbakhsh says:

> I have been ordered (in a dream) to remove the differences among the Muslim Umah of the world and to elaborate the practices of the prophet's time in its original form with no increase or decrease of God I seek helps and in him I trust."

It is clear from the above extraction that Nurbakhsh was stating the prophet's time practices with perfect certainty and faith. The word "ubayyinu" meaning to clarify, itself is a verdict of the fact that these practices are not an assemblage of his personal view but the practices were originally conceived to him from Muhammad (Peace be upon him) through the masters of the spiritual chain. If the readers have any doubt in this connection, I would invite them to travel on the long road through the history of mysticism and to compare it with that of Nurbakhsh's teachings. The research itself will tell you the fact.

Nurbakhsh had stated the theological and philosophical aspects of Quran and Sunnah in order to abolish the innovations and to revive the practices of the prophet's time. This was in fact, a sincere effort for the cause of Pan-Islamism and there is a great scope of Islamic moderation in his teachings. It is not only my claim but rather is the study-result of all those

who have discerned the true spirit of Nurbakhshia Movement. Researches show that all the masters of the path have made their struggle to reach their goal through love or through gnosis, by means of asceticism or through practices leading to ecstatic rapture. But Nurbakhsh seems to make a struggle through spiritual, philosophical, theological and literary movements in order to reach this goal, which was appropriate to his time. In future, with the passage of time, with the accelerated advancement in science and technology, these teachings should be given an appropriate shape. I mean the methodology of propagation of these teachings should be linked not only with the modern scientific developments but also in scientific terms, maintaining our identity of peacefulness and sincerity and the other distinctive features.

The verdict of mystical history is that all the sufiyas were against sectarianism. The mysticism of love & suffering, teaches man to live and to die for a goal outside himself. They wanted to establish a God-fearing and peaceful society. Their main objective was to become a true lover of God and his Prophet. To reach this goal, they followed a certain Sufi master (Shaykh or Pir). At first, they loved shaykh which, in mystical term, is called Fana Fi Shaykh, "absorb in Shaykh" and then they become a lover of the Holy prophet (Fana Fial-Rasool). After this stage, the mystics became a full lover of Allah (Fana Fi Allah). For them the only thing that matters.is the hope of God and the word of his praise, which, to them are sweeter than any other word. The nightly prayers and the silent recollection (Zikr-al-Khafi) becomes a sweet and loving conversation between the lover and the beloved. The great names which are ninety nine, are recited together with award at-Fathiyya after Fajr prayer every day.

Through the above mentioned practices and through the other practices, they fell in love with Allah. According to the western scholars, Imam Maruf al-Karkhi was among the first to speak about divine love. In this connection, Annemarie Schimmel (a Harvard University Professor) writes:-

> "Among the many Sufis who lived and worked in the Capital, Baghdad, as well as in other Iraqian Cities, mention must be made of Rabia's younger contemporary Ma'ruf al-Karkhi Legends speaks of his strong mystical power. His prayers were heard, and after his death, people from Baghdad would cross the tigir to the section of karkh and pray for rain at his tomb.
>
> Ma'ruf disciple Sari as Saqti gratefully acknowledged that his teacher's blessing had enabled him to achieve high spiritual rank.
>
> "Abul al-Qasim al-janayed, a successor of Shaykh Sari as Saqti, is considered the pivot in the history of early sufism. He taught divine love to his disciples. Hussain Mansoor al-Hallaj went a step ahead in divine love and became the martyr of mystical love. In the scene in Jupiter Heaven in the Jawaid Nama that depicts his spiritual journey through the spheres, Allama Iqbal has treated Hallaj as a sort of medieval fore runner of himself and has emphasized his dynamic concept of love and faith as an ideal for every free Muslim.

The Mystical history shows that the sufiyas were the men of divine love. They did hate rationalism and never gave any importance to it. They were the perfect men par-excellence in Islam. It is a well-known fact that all the masters of the path (Silsilah a-Dhahab) have been feeling a sentimental allegiance to the family of the prophet without believing in Shia doctrine and they believe in Allah, the angels, prophets, scriptures and the day of judgement without

believing absolutely in sunni doctrines. The doctrine of the sufis are not entirely the same as to that of the Shias or Sunnis but are partially similar to both.

In this connection different books on the doctrine of the sufis may be consulted. Among those books' mention may be made of the "Kitab al Ta'aruf li Madhhab al-Tasawwuf" of Kalabadi (Translation: the doctrine of the sufis by A.J. Arberry) and the Kitab al-Aitiqadia of Sayyid Muhammad Nurbakhsh Qahistani (Translation: the Principles of Islamic doctrine by the writers of the present article which is to be Published in near future.

The veneration of Ali was widespread among the Muslims, and he was often regarded as an important link in the spiritual chain leading the sufi masters back to the prophet. In Nurbakhsh's spiritual chain, seven Shii imamas are shown as sufi masters. he has extracted the sayings of these imamas at some places of his books. According to which these Imams were the great teachers of early sufism. According to Nwyia's research, Imam Jafar aṣ-Sadiq (d.765) was certainly one of the greatest teachers of sufism. Commentary on the Quran, part of which is preserved in Sulami's tafsis shows an exceptional insights into mystical phenomenon. Fa'far discerned the four different aspects of the Quran. expression, for the common people; allusion; for the privileged or elite; touches of grace (late if) for the saints; and finally the realities for the prophets.

This pluralistic structure of the Holy Book led Ja'far to sketch a hierarchial structure of the faithful according to the degree of their interior knowledge i.e. "stages" or "stations". this hierarchial principle is also found in the theories of saintship. Imam Jor' for alluded to a structure of mystical experience that leads in twelve stages from source to source, which looks like a preparation for the stations (maqamat) through which the sufi initiate has to pass on the path.

Ja'far as-Sadiq's teachings, according to Nywia's research, is itself a proof that Ja'far was one of the earlier masters of Sufism. Sayyid Muhammad Nurbakhsh has stated the teachings and practices of Sufiyas. He had made every efforts in order to remove the prevailing differences among the Muslim Ummah of the world. Surely he was bestowed with a great mission to remove the innovations and differences inside Islam. Credit, therefore, must go to S.M. Nurbakhsh, who strived for the unity of the Muslim theologically and philosophically and a glorious movement was started under his guidance. He continued his mission openly and publicly in spite of bloodless means by Tamurid Shahrukh and taught men to live and die for a goal outside themselves.

REFERENCES

1. Hans Heinrich Schaeder, "Zur Deutung des islamischen Mystik" Orientalische Literaturzeitung 30 (1935): 845.

   Annemarie Schimmel, "Mystical Dimensions of Islam" Page No.23.

2. Annemarie Schimmel, "Mystical Dimensions of Islam" page No.43.

3. Sayyid Muhammad Nurbakhsh Qahistani, "Kash-al-Haqaig."

باقی صفحہ نمبر ۲۵

LADAKH'S RELATIONS WITH BALTISTAN

Abdul Ghani Sheikh
Ladakh India

Ladakh and Baltistan are like a joint family which has been divided by the exigencies of time. Both have undergone similar political and historical conditions. Both are of Mongolian stock with an admixture of Aryan blood. Both share by and large an identical culture, food habits, language, mode of living and dress. Traditionally the Baltis wear more loosely woven cloth but it is of the same material. Their dialects are of Tibetan orgin and have a common script. Baltis spoken language is regarded as more correct compared to spoken Ladakhi in respect of pronunciation. Their houses are flat-roofed made of stone and mud. Both Ladakh and Baltistan remained under the suzerainity of Tibet and got independence in the 10th century. Both the regions faced the onslaught of Dogra invaders in the 19th century and were subjected to subjugation. Both shed the yoke of slavery of the Dogra regime almost at the same time.

Nature has bestowed both areas with a beautiful landscape dotted with lakes and hot springs. The mountains are bare rocks, here and there with a thin patch of grass.

Ladakh and Bultistan are high mountain areas and can be paralleled with each other in dynamics of change of current period.

Agriculture is the volation of more them 90 percent of population in both the regions.

The fields and orchards of Baltistan and Ladakh are generally irrigated by glacier-fed water. A Ladakhi proverb says: If there is a glacier in the upper part of the valley, drops from it will come to the lower part of it. In other words, it means that part of the rich man's wealth comes to the poor.

In Satpara valley of Skardo and Khaplu of Baltistan and at Khaltse, Tangchey, Taru, Mulbik and several other villages of Ladakh identical engravings on rocks are found.

The climate of Ladakh and Baltistan is dry and cold and the fauna and flora are similar. Ladakh has been called Sportman's Paradise for its rich wild life and Baltistan has been described as a happy hunting ground for the sportsmen with a gun.

Prior to 1947, on an average 400 foreign tourists comprising a fairly large number of hunters visited Baltistan and Ladakh annually.

According to a survey conducted by Alexander Cunningham in 1846, the average height of a Ladakhi and a Balti is by and large equal.

Balti Brangsa (Balti Camp), Balti Pulu (Balti hut) and the Ayu village located in Ladakh are reminiscent of the old relations between Ladakh and Baltistan. Balti Brangsa, Balti Pulu and Ayu are located at the distance of 272 kms, 205 kms, and 4 kms. respectively from Leh on Leh-Yarkand trade route.

Balti means "watery ravine". Bal means ravine or valley and ti means water. The word "balti" has been derived from Zhzhung dialect. There are several words in Ladakhi with suffix of "Ti" such as changti.

(rain water Leakage from roof) "nati" (running of nose) "rati" (rise of water in stream etc.)

In the 7th century, Tibet was a great power and it repeatedly battled with China to secure control of the strategic passes located on the borders of Baltistan, known as Bolor or perhaps Poliu during those days. Baltistan was a zone of conflicts occasionally for warring parties. Later, Arabs and Kashmiri ruler Lalitadeta jumped into the fray.

Baltistan was overpowered by the Tibetans in the year immediately following 751 A.D. Lucino Petech quotes a passage from a Chinese document which mentions that the Tibetans spoke to the Baltis "we are not plotting against your kingdom, but only availing ourselves of road through it in order to attack the "4 Garrisons".

Over a long period, there was a succession of advances and retreats. Tibetan armies passed through baltistan and penetrated the Chinese frontiers several times but there were no lasting conquests.

According to some historians, there were movement of warring and retreating armies in Ladakh also.

بقیہ...... شاہ سید محمد نور بخشؒ (E)

4. Sayyid Muhammad Nurbakhsh Qahistani, "al-Fiqh al-Ahwat" page No.1.

5. Annemarie Schimmel, "Mystical Dimensions of Islam" page No.53.

6. Annemaric Schimmel, "Mystical Dimensions of Islam" page No.53.

7. Allama Muhammad Iqbal, "Javid Nama".

8. Paul Nwyia, S.J. Exegese Coranique et language mastique. Beirut, 1970.

   Annemarie Schimmel, "Mystical Dimensions of Islam, "Page No.41.

9. Paul Nwyia, S.J. Exegese Coranique et language mastique. Beirut, 1970.

   Annemarie Schimmel, "Mystical Dimensions of Islam, "Page No.41.

10. Paul Nwyia, S.J. Exegese Coranique et language mastique. Beirut, 1970.

    Annemarie Schimmel, "Mystical Dimensions of Islam, "Page No.41.

نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں یہ ملت نوربخشیہ کا واحد رسالہ ہے جس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ خصوصاً قبلہ علامہ صاحب اور غلام حسن حسنو کے مضامین اسلامی تعلیمات سے بھرپور ہیں۔

محمد حسین
جامعہ کراچی

میں نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ یہ رسالہ صوفیہ نوربخشیہ کے ناخواندہ افراد کے لئے بھی روشنی کا مینار ثابت ہو رہا ہے۔

(غلام نبی ثاقب
[illegible]

(گزشتہ سے پیوستہ)
از محمد محسن اشراقی

بقیہ... اتحاد عالم اسلام

وقت کی آواز

ملت نور بخشیہ کے علماء کرام اور دانشمندوں سے بالخصوص باقی مومنین سے بالعموم التماس ہے کہ ہم اپنے اس پاک مسلک میں موجود حقائق کا دقت نظر سے مطالعہ کریں خصوصاً اس کے اندر جو وسعت ہے اس کو سمجھنے کی بہت زیادہ ہی ضرورت ہے۔ ہمارے بزرگان دین نے دنیائے اسلام کو ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع رکھنے کی جو سعی و کوشش کی ہے ہمیں اس پر فخر کرتے ہوئے خود متحد ہو کر عالم اسلام کو بھی دعوت اتحاد دینے کی ضرورت ہے علی علیہ السلام نہج البلاغہ میں یوں فرماتے ہیں:

"لا تستوحشوا فی طریق الهدی لقلة اهله"

ہدایت وحق کے راستے میں اس کے ملنے والے اور پیروکار کے کمی پر تم وحشت میں نہ پڑ جاؤ اور مت ڈرو" اس کی علت قرآن پاک میں سورہ بقرہ میں بیان ہوئی ہے: کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله " کتنی ہی مرتبہ چھوٹی جماعت بڑی جماعت پر غالب آچکی ہے خدا کے اذن اور مدد سے۔ ہمارے اصول اور فروع دونوں جب قرآن اور سنت کی روشنی میں ہیں اور ہمارے بزرگان نہایت ہی وسیع النظر ہیں اور عالم اسلام کے درمیان اتفاق و اتحاد کے ہمیشہ داعی رہ چکے ہیں تو پھر ہمیں کیا ہوا ہے کہ ہم نہایت ہی جزوی نوعیت کے مسائل پر آپس میں اختلاف کرتے ہیں اور اپنے اسلاف کی سیرت سے کوسوں دور ہیں

لہٰذا ملت نور بخشیہ کے علماء کرام اور دانشمندوں کو چاہئے کہ وہ اس پاک مسلک کی حفاظت کریں پھر اس کے وسیلے سے دنیائے مادی کے خوابیدہ لیکن حق جو اور امت اسلامی کے متفرق صفوں کو متحد کرنے کے لئے سب سے پہلے اپنے اندر موجود مشکلات کو حل کریں۔اس سلسلے میں چند تجاویز پیش کرتا ہوں۔

۱۔ ایک ہی رہبر دینی کی تمام افراد ملت نور بخشیہ کو اطاعت کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے رہبر دینی کے ساتھ مخلص رہنے اور اس پر اعتماد کرنے کی ضرورت ہے اور وہ رہبر ہمارا وہی ہو گا جس کی فقہ احوط تائید کرے اور فقہ احوط جن شرائط و اوصاف اور ارکان کا ذکر کرے ان سے متصف ہستی ہمارا مرشد اور رہبر ہو گا اور جس کی اطاعت ہر ایک کو کرنا ہو گی

۲۔ دوسرا اہم نکتہ جو کہ مستقبل میں ہمارے علماء کرام اور دانشمندوں کے درمیان اور نتیجتاً عوام کے درمیان اتحاد و اتفاق کا ضامن ہے وہ اعلیٰ سطح پر مختلف شہروں میں ہمارے اپنے سرمایہ سے چلنے والے ایسے دینی مدارس ہیں کہ جن میں جدید علوم کا بھی اہتمام ہو۔ نیز ضروری ہے کہ ان دینی مدارس میں داخلہ لینے والے طالب علم سب سے زیادہ ذہین اور فطین ہوں کیونکہ یہی مستقبل میں ہمارے علماء اور دینی رہبر ہوں گے اور رہبران اسلامی کو سب سے زیادہ وسیع النظر اور عقلمند اور اعلم زمانہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ رہبران دینی حقیقت میں انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور انبیاء علیہم السلام اپنے زمانے کی سب سے اعلم اور فطین ہستیاں ہوا کرتے تھے تو ان کے حقیقی وارثین کو بھی ایسا ہی ہونا چاہئے۔ تاکہ وہ دین اسلام کو اس کی وسعت کے ساتھ سمجھ سکیں اور عالم بشریت کو صحیح دین اسلام کی طرف دعوت عمل دیں نہ کہ اپنے محدود ذہن میں موجود خود ساختہ اسلام کی طرف۔

یہ کیا ستم ہے کہ آج دینی مدارس میں داخل ہونے والے طالب علم اکثر ایک خانوادہ کے سب سے نالائق اور نارسا ذہن کے حامل بچے ہوتے ہیں۔ لیکن کوئی بھی والدین اپنے فطین لڑکوں کو اسلام کی الٰہی و آسمانی تعلیمات حاصل کرنے کے لئے دینی مدارس میں نہیں بھیجتے۔ جب یہ نااہل اور ناقص لڑکے عالم دین بنیں گے تو یقیناً وہ اسلام کو ناقص طور پر ہی سمجھیں گے۔ اور جب وہ ناقص اسلام کی تبلیغ کریں گے تو ان کی زبان سے سوائے فتنہ برپا کرنے والی گفتار کے علاوہ کسی کلمہ ا[illegible]ح کی امید بے جا ہے۔

۳۔ اعلیٰ سطح پر دینی مدارس قائم کرنے کے ساتھ ساتھ ان مدارس میں تعلیم دلانے والے علماء کرام اور اساتذہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو سب سے پہلے دین اسلام میں موجود وسعت نظری کی تعلیم دیں بالخصوص ہمارے سلسلہ ذہب کے بزرگان دین نے امت اسلامی کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرانے کے لئے جس وسعت نظری سے کام لیا ہے ان نکات کی ضرور تعلیم

دی جانی چاہئے۔ اور یہ تعلیم سلسلۃ الذہب کے عظیم صوفیاء کی بیسیوں تصنیفات اور تالیفات کی شکل میں موجود ہے اور جملہ اہل اسلام کے لئے مینارہ نور ہے۔ اس طرح فقہی مسائل کے اندر جو گنجائش ہے اس کو ہم اپنی طرف سے محدود نہ کریں بلکہ اس کی وسعت کو ملحوظ رکھیں۔ اس طرح جب ہمارے ہی مدارس سے وسیع النظر علماء کی تربیت ہو گی تو یقیناً نہ ہمارے درمیان کوئی اختلاف رہے گا اور نہ ہی امت اسلامی کے مابین ہمارے قرآنی اصول پر مبنی اصولی و فروع و موحدانہ و نورانی دعاؤں کے پہنچانے میں کوئی مشکل رہے گی۔ ذرا آپ اپنے اوراد فقہیہ کو روایتی طور پر پڑھنے کے علاوہ انکے معارف و معانی پر غور کیجئے کہ ہماری دعائیں کس قدر موحدانہ اور موحد ساز ہیں اور عبد و معبود کے درمیان عاشقانہ راز و نیاز ہیں۔

۳۔ تیسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ اس مادی دور میں ہمیں اپنی نوجوان نسل اور بچوں کو ممکن طریقے سے قدر لازم دین سے آگاہ کرانے کی ضرورت ہے کیونکہ آج کی مادی دنیا میں جس چیز سے ہماری نوجوان نسل سب زیادہ محروم ہے وہ دینی معلومات ہیں اور سکولوں میں تو فقط ایک مضمون اسلامیات کا ہوتا ہے لیکن یہ ہماری نوجوان نسل کی دینی عطش کو سیراب نہیں کرتی۔

لہٰذا ہمیں ان کی صحیح دینی تربیت کے لئے بھی کوئی قدم اٹھانا چاہئے نیز بچوں کے لئے بھی کوئی دینی فعالیت ہونی چاہئے۔

اس سے بھی اہم ضرورت یہ ہے کہ ہماری خواتین کی دینی تربیت ہو کیونکہ ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہے۔ اور ماں اگر دین سے آگاہ ہو جائے تو بچے کی بھی درست تربیت ہو سکتی ہے اور ہر بچہ دنیائے جدید کے علوم جدید سے آگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ دین سے بھی باخبر ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ہمیں ہماری خواتین کی دینی تربیت اور ان میں جذبہ دین پیدا کرنے کے لئے ایک الگ کم از کم سہ ماہی صحیفہ شروع کرنا چاہئے یا موجودہ رسالوں میں ایک حصہ ان کے لئے بھی مقرر کیا جانا چاہئے۔ کیونکہ ماؤں کی دینی تربیت حقیقت میں بچوں کی تربیت ہے۔

زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

لاہور سے شائع ہونے والے ماہنامہ الدعوۃ نامی رسالے کے فروری ۱۹۹۵ء کے شمارے میں میو ہسپتال لاہور کے ڈاکٹر محمد ایوب نامی کا ایک مضمون "ڈاکٹر مرکز الدعوۃ والارشاد کا میڈیکل مشن" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔

ڈاکٹر موصوف نے اپنے مضمون میں اہل نوربخشیہ کے بارے میں جو بے سروپا باتیں لکھی ہیں، وہ قابل افسوس ہیں۔ علم وآگہی کے اس دور میں جہاں بڑے بڑے محقق اور سکالر اہل نوربخشیہ کی وسیع المشربی اور اعتدال پسندی کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، وہاں ڈاکٹر ایوب جیسے تنگ نظر اور متعصب افراد بھی موجود ہیں جو بلا تحقیق اہل اسلام کے ایک معروف اور ہر دلعزیز مسلک کے پیروکاروں کی دلآزاری کرنے والی بعید از حقیقت باتیں لکھنے میں ذرا ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔

آیئے ڈاکٹر صاحب کے مضمون سے جو مذکورہ رسالے کے صفحہ نمبر ۳۳ پر درج ہے چند اقتباسات دیکھتے ہیں اور ان کے مذاق سلیم اور انصاف پسندی کی داد دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

"چقچن مسجد مزید اونچائی پر تھی۔ مسجد انتہائی خوبصورت اور آراستہ تھی جس کے بیرونی دروازے پر تین نام تاریخوں کے ساتھ تحریر تھے۔ سید امیر کبیر ہمدانی، محمد نوربخش الکہستانی، شمس الدین عراقی ناموں کے آگے سات ہجری کے قریب قریب کا زمانہ لکھا ہوا تھا۔ پتہ چلا کہ سید امیر کبیر ہمدانی ساتویں صدی ہجری میں اس علاقے میں وارد ہوئے اور شافعی المسلک تھے۔ انہوں نے اس مسجد کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد محمد نوربخش الکہستانی آئے وہ بھی اس مسلک کے پیروکار تھے۔ اس کے بعد شمس الدین عراقی کا ورود ہوا جنہوں نے اپنے سے پہلے آنے والے محمد نوربخش کے نام پر نوربخشی فرقے کی بنیاد رکھی اور اس کی ترویج پر سارا زور صرف کر دیا۔ جس کی وجہ سے یہ فرقہ یہاں پروان چڑھا اور پھر پورے بلتستان میں پھیل گیا۔ اب یہ مسجد نوربخشیوں کے قبضے میں ہے اور اہل توحید کے

سجدوں کی منتظر ہے۔

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں "سرموں نامی گاؤں میں داخل ہوئے تو پورے گاؤں میں کوئی مسجد نہ تھی۔

نوربخشیوں کا ایک عبادت خانہ ملا۔ اس میں داخل ہوئے تو اندر تصویریں لگی ہوئی دیکھ کے یوں معلوم ہوا کہ جیسے کسی چرچ میں داخل ہوگئے ہوں۔"

اس خوبصورت تبصرے کے بعد تو انہوں نے ایک ایسی اخلاقی معیاروں سے گری ہوئی بات بھی لکھی ہے جسے دہرانے میں حیا مانع ہے۔

مندرجہ بالا سطور کو پڑھ لینے کے بعد ہر باشعور قاری بسرعت اس فیصلے پر پہنچ گیا ہوگا کہ لکھنے والا کسی معیاری سوچ کا حامل شخص ہے۔ ہمارے ملک میں ڈاکٹرز حضرات کو (Cream of the nation) سمجھا جاتا ہے۔ اب اگر ایسے پڑھے لکھے لوگ بھی ایسی سوچ رکھتے ہوں تو باقی قوم کا خدا حافظ ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے یہ فرما کر کہ معاذ اللہ بلتی کی مسجد اہل توحید کے سجدوں کی منتظر ہے اور اہل نوربخشیہ کی مسجد کو چرچ قرار دے کر دراصل اپنے ذہنی معیار کی عکاسی کی ہے۔ ان کے نزدیک اہل نوربخشیہ گویا اہل توحید نہیں بلکہ معاذ اللہ اہل کفر و شرک ہیں اور ان کی مسجد مسجد نہیں چرچ ہے۔

ڈاکٹر موصوف کے معیار پر آکر ان کے نظریات پر تبصرہ کرنا کسی بھی پڑھے لکھے آدمی کے شایان شان نہیں ہے لیکن زیر نظر تبصرے کی غرض و غایت یہ ہے کہ ماہنامہ الدعوۃ لاہور کے وہ معزز قارئین جنہیں اصل واقعے سے واقفیت نہیں ہے۔ ڈاکٹر موصوف کے منفی بیانات سے اثر لینے کی بجائے انہیں مسترد کر دیں۔ اور مذکورہ رسالے کی ادارت کے ذمہ دار افراد کو بھی اپنی سنگین غلطی کا اندازہ ہو سکے۔

مسلک نوربخشیہ کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ایسے افراد سے گزارش ہے کہ وہ نوائے صوفیہ کے صفحات کا مطالعہ کریں تاکہ انہیں معلوم ہو کہ تحریک نوربخشیہ اتحاد عالم اسلام کی کتنی عظیم الشان تحریک ہے۔ جو ہر قسم کے تعصب اور تنگ نظری سے پاک ہے اور اس مسلک کے پیروکار اس دور پرفتن میں بھی شریعت محمدیہ کی اصلی صورت پر عمل پیرا ہیں۔

منظور حسین ہجہ اللہ

ضامن علی۔ جنرل سیکرٹری
این وائی ایف بلغار یونٹ

گزشتہ دنوں خانقاہ معلی بلغار سے اذان کے ساتھ منظور ہجہ اللہ کی آواز آئی تو این وائی ایف بلغار یونٹ کے کارکنان فوری طور پر وہاں جمع ہوگئے تو مخصوص وردی میں ملبوس دو شخص وہاں پر موجود تھے۔ جن میں سے ایک کا نام اخوند محمد موسیٰ حسنوپی شگر اور دوسرے کا نام علی کونیس تھا۔ این وائی ایف کے کارکنان نے ان کی اس دیدہ دلیری پر ان کی خوب مرمت کی بعد ازاں انہیں تھانے لے جا کر رات کے لئے حوالات میں بند کر دیا اور دوسرے روز شگر کیلئے واپس لوٹا دیا۔

یاد رہے کہ مذہب صوفیہ نوربخشیہ کے اندر منافرت پھیلانے میں سرگودھا کے منظور حسین اور مختار گروپ اور ان کے حریف گروہوں کی سازشیں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں مگر اب یہ لوگ کھلے عام تبلیغ میں مصروف ہیں۔ اور گاؤں گاؤں دورہ کر کے بعض عناصر / سادہ لوح عوام کو گروہ بندی اور انجمن سازی کی ترغیب دلا کر اس کمیونٹی میں عدم استحکام پیدا کرنے میں مصروف نظر آتے ہیں لہذا عوام کو ایسی عناصر سے بھی ہوشیار رہنے کے ساتھ ساتھ ان کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے۔

اس واقعے کے بعد فوری طور پر این وائی ایف بلغار کی ایک ہنگامی میٹنگ منعقد ہوئی جس میں آئندہ بھی اس طرح مذہب حقہ پر ہونے والے حملوں کا بھرپور مقابلہ کرنے کے لئے عہدو پیمان کئے گئے اور ساتھ ہی ایک قرارداد بھی منظور کی گئی کہ آئندہ خانقاہ معلی صوفیہ نوربخشیہ بلغار کے بالائے منبر کوئی بھی خطیب خطبے کے دوران مذہب کے اندر انتشار اور منافرت پھیلانے والی کسی بات کو موضوع بحث نہیں بنائے گا اور نہ ہی کسی مخصوص گروہ کی تبلیغ کرنے دیں گے۔

مشرق و مغرب

لیاقت علی خان

تحریک نور بخشیہ اسلام کے مختلف فرقوں کے درمیان موجود اصولی اور فروعی اختلافات کو ختم کر کے دین اسلام کو اس کی اصل صورت میں جیساکہ حضور نبی کریمؐ کے دور مبارک میں رائج تھا، دور حاضر میں پھر سے رواج دینے کی عملی کوشش ہے۔یہی سبب ہے کہ اہل نوربخشیہ ہر طرح کے تعصب اور تنگ نظری سے بالاتر ہیں اور ان کی وسیع نظری، وسیع القلبی اور وسیع المشربی کا اعتراف مشرق اور مغرب کے متعدد سکالرز اور دانشوروں نے کیا ہے۔ ذیل میں ہم چند مثالیں پیش کر رہے ہیں۔

1. The Raja's family, like the vast majority of people of Khapalu are Nurbakhsh, the most liberal and unorthodox sect of Islam.
(Delve Murphy - Where the Indus is young).

2. I think the remarkable thing with the Nurbakhshis is that they draw their spiritual inspiration freely from both Sunni and Shia books without "sectarian" considerations, and that they refrain from polemics against the beliefs of other Muslims. This has been of course a common phenomenon among Sufi orders since nearly a thousand years, but it has gained a special significance in the climate of sectarian rivalry which now a days permeates the Northern Areas and other parts of Pakistan. I think that the moderation and peacefulness of the Nurbakhshis is unmatched even in peaceful Baltistan.
(Dr. Andreas Rieck - In his interview with Nawa-i-Sufia).

3. Among the Sufi orders that played a leading role in bridging the gap between Sunnism and Shiism credit must go to Nurbakhshiyya Sufi and Niamat Allahia Tariqas."
(Gibbs and Krammer)

4. Nurbakhsh was, one of the most distinguished Sufis and spiritualits, poets and philosophers who not only adorned the pages of Persian literature but also established a unique society full of peace and humanity. Both his movement for the cause of Pan-Islamism and his works shows a remarkable degree of religious moderation in Islam.

(Sajjad Hussain in his article - Shah Sayyed Muhammad Nurbakhsh Qahistani) published in Nawa-i-Sufia Islamabad).

۵ - سید محمد نوربخش نے اہل تسنن اور اہل تشیع کو ایک دوسرے سے قریب لانے کے لئے میانہ روی اور اعتدال کا راستہ اپنایا اور نوربخشیوں نے اسلام کا درمیانی راستہ اختیار کیا۔

(ڈاکٹر صابر آفاقی حوالہ انگریزی مضمون از سجاد حسین شائع شدہ نوائے صوفیہ)

۶ - حضرت امیر کبیر (سید علی ہمدانیؒ) مسلک تصوف کے لحاظ سے سلسلہ کبرویہ سے منسلک تھے۔ اس سلسلہ کی نسبت حضرت نجم الدین کبریٰ شہید رحمۃ اللہ سے ہے۔ اس سلسلہ کے اکابر میں ائمہ اہل بیت اور مشائخ عظام کے نام ملتے ہیں۔ اس تحریک کی دو خصوصیتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اولاً اتباع کتاب و سنت اور ثانیاً اتحاد بین المسلمین ۔ حضرت سید محمد نوربخش نے اس نظریہ کو واضح شکل دی اور اعمال و اشغال اور طریق سلوک میں شامل کر دیا۔ سلسلہ ہمدانیہ کی اس روش کی وجہ سے شیعہ اہل سنت حنفی و شافعی سب ایک ہی صف میں نظر آتے ہیں اور سب امیر کبیر کو اپنا شیخ تسلیم کرتے ہیں۔ (پروفیسر صاحبزادہ حسن شاہ

امیر کبیر سید علی ہمدانی کی تحریک دعوت ارشاد ۔ شائع شدہ ماہنامہ نوائے صوفیہ فروری 1995۔)

7 - فقہ نوربخشیہ ایک صلح کل اور وسیع المشرب فرقہ ہے ان کی آبادی سکردو اور گانچھے کے علاقے میں ہے۔ اس فقہ کے بانی سید محمد نوربخشؒ حضرت میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان کے خاندان سے تھے۔ سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فقہ الاحوط میں اس مسلک کے عقائد اور مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

(میر عبدالعزیز، ہفت روزہ انصاف

راولپنڈی ۱۵ تا ۲۱ نومبر ۱۹۹۵ء)

۸ - مجھے اسلام اپنی اصل صورت میں یہاں (خپلو میں، جہاں کی تقریباً کل آبادی نوربخشی ہیں) نظر آیا۔

(ڈاکٹر اسرار احمد۔ خپلو کے عوام سے خطاب)

بقیہ دنیائے تصوف

عیسائی خاتون کا قبول اسلام

۲۹ اپریل ۱۹۹۶ء کو منظورہ بی بی نے کلمہ پڑھ کر مولانا محمد انور صاحب، نائب خطیب جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد کے ہاتھوں اسلام قبول کر لیا۔ ان کا اسلامی نام فاطمہ بی بی رکھا گیا ہے۔ اس موقع پر مولانا محمد انور نے فاطمہ بی بی کو مبارک باد دی۔

خپلو بلتستان کے معروف سماجی شخصیت بدیع الزمان صاحب انتقال کر گئے

مرکزی انجمن صوفیہ نوربخشیہ پاکستان کے سابق جنرل سیکرٹری، حاجی ماسٹر محمد حسن صاحب کے برادر بزرگوار محمد عارف صاحب آرکیالوجسٹ کے سسر اور نوائے صوفیہ کے ڈاکٹر غازی محمد نعیم کے تایا جناب بدیع الزمان صاحب گزشتہ دنوں خپلو میں انتقال کر گئے۔ موصوف ایک طویل عرصے سے صاحب فراش تھے۔

بدیع الزمان صاحب وہ عظیم شخصیت تھے جنہوں نے ملت صوفیہ نوربخشیہ کی کشتی کو بحرانوں کے گرداب سے نکال کر ساحل مراد تک پہنچانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ وہ ایک شائستہ مذاق کے حامل، ذوق سلیم کے مالک اور تاریخی شعور سے بہرہ مند شخص تھے۔ ان کا قائدانہ کردار نوربخشی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں خصوصی دعا مانگی گئی۔ اس موقع پر انجمن کے جنرل سیکرٹری فتح محمد امین نے مرحوم کے دینی خدمات کو سراہا اور انجمن کی طرف سے لواحقین کے لئے تعزیت کا اظہار کیا گیا۔

ادارہ نوائے صوفیہ و جملہ اہل صوفیہ نوربخشیہ مرحوم کے اہل خانہ کے ساتھ تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

آپ کے مسائل اور ان کا حل

(شریعت محمدیہ کی روشنی میں)

علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارہ کے نام بھیجے گئے سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوال نمبر ١۔ دعوات صوفیہ اردو میں گندم اور جو کی جو مقدار وجوب زکوٰۃ کے لئے بیان کی گئی ہے کیا وہ مقدار غلط ہے؟

سوال نمبر ٢۔ کیا نماز فدیہ میت کی بجاآوری چالیسویں تک کرنے کا نظریہ بدعت ہے؟

(سائل علی خان سرسیک والے)

سوال نمبر ٣۔ بنک میں رکھی گئی رقم پر سالانہ نفع کبھی کم اور کبھی زیادہ کی صورت میں کھاتہ دار کو دیا جاتا ہے تو کیا یہ سود بنتا ہے؟

سوال نمبر ٤۔ فوٹو بنوانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(سائل اخوند محمد حسین سرسنگی)

جواب نمبر ١۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

گندم اور جو پر وجوب زکوٰۃ کی جو مقدار دعوات صوفیہ اردو میں مندرج ہے وہ مقدار فقہ احوط کے عین مطابق ہے۔ گندم، جو، کشمش اور کھجور پر مقررہ مقدار کو پہنچنے ہی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ مقررہ مقدار پانچ وسق کی صورت میں مذکور ہے۔ فقہ احوط کے متن کے مطابق پانچ وسق کی مقدار "من صغیر" کے لحاظ سے آٹھ سو من مذکور ہے اور چھ سو درہم وزن والے "من کبیر" کے لحاظ سے تین سو چھیالیس پیج دو بٹہ تین من تقریباً مذکور ہے۔ یہ مقدار پاکستانی من، سیر اور چھٹانک میں تبدیل کیا جائے تو پانچ وسق کا وزن اٹھارہ من اڑتیس چھ چھٹانک بنتا ہے۔ یہ وزن فقہ احوط کے متن کے عین مطابق ہے۔ فقہ احوط کے فارسی ترجمہ موسوم سراج الاسلام کے مطبوعہ نسخہ کے حاشیہ پر کسی نے ایک وسق کو ساٹھ صاع کے وزن کے برابر قرار دیا ہے۔ اس حساب سے نصاب ساڑھے بائیس من کا قرار پائے گا۔ لیکن یہ حساب حاشیہ کے مطابق ہے۔ متن فقہ کے مطابق نہیں ہے۔ لہٰذا جہاں پر حاشیہ اور متن ہی تصادم ہو تو متن کا اعتبار ہو گا۔ حاشیہ غیر معتبر قرار پائے گا۔ لہٰذا دعوات صوفیہ اردو میں مذکور گندم اور جو کا نصاب بالکل درست ہے۔ اس کے مقابلے میں حاشیہ والی بات بالکل کمزور اور متروک العمل ہے۔

جواب نمبر ٢۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز فدیہ میت مردے کو ثواب پہنچانے کی غرض سے بجالانے والا ایک نیک عمل ہے، درحقیقت یہ ایک نفل نماز ہے جو نماز فدیہ میت کے نام سے مشہور ہے۔ تدفین کی پہلی رات کو اس کی بجاآوری کی قدرے تاکید ہے۔ اس کے علاوہ میت کے ایصال ثواب کے لئے چالیسویں تک کی کیا بات ہے اس سے زائد ایام تک اس کی بجاآوری کی جائے تو کوئی قباحت نہیں۔ کیونکہ نوافل کا میدان بڑی وسعت کا حامل ہے۔ اگر آپ کو توفیق ہو تو اپنے والدین اور دیگر رشتہ داروں کے ایصال ثواب کے لئے ہر روز اس کی بجاآوری کریں۔ اس میں بدعت کا کوئی شائبہ نہیں۔ کیونکہ یہ عمل عام نفل کے زمرے میں آتا ہے۔ شرعی بدعت کی زد سے بالکل باہر ہے۔

امید ہے کہ محترم علی خان سرسنگی اپنے سوالات کے جوابات سے مطمئن ہوں گے۔

جواب نمبر ٣۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنکوں میں نفع اور نقصان میں شرکت کا بھی ایک کھاتہ ہے۔ اس کھاتہ میں اگر رقم رکھی جائے تو کبھی زیادہ منافع اور کبھی کچھ کم نفع ملتا ہے۔ یہ کھاتہ شرعاً عقد مضاربہ کی شکل ہے۔ لہٰذا یہ سود نہیں ہے۔ سودی کھاتہ ہی الگ ہے۔ وہاں پر نفع کی ایک ہی شرح متعین ہوتی ہے۔ خواہ

نفع کم ہو خواہ زیادہ ۔ کھاتہ دار کو ہر حال میں طے شدہ شرح کے مطابق منافع دے دیتے ہیں۔ لہٰذا یہ شکل سود کی ہو گی۔ آپ کے سوال میں جو کچھ بتایا گیا ہے وہ عقد مضاربہ کے مطابق کاروبار کرنے کی صورت ہے۔ اس میں سود کی بو نہیں ہے۔

جواب نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

تصویر بنانے والے قیامت کے روز شدید ترین عذاب میں مبتلا ہونے کی حدیث موجود ہے اور مختلف طرف سے اس کی مذمت آئی ہے۔ مذمت اور ممانعت کا تعلق مجسمہ سازی اور گڑیا سازی سے تھا۔ زمانہ رسالت مآبؐ میں بہت سے لوگ مٹی، پتھر اور لکڑی کے بت وغیرہ بنا کر فروخت کیا کرتے تھے۔ اس کی مذمت آئی ہے۔ موجودہ دور کی فوٹو گرافی بھی اس کی زد میں ہے یا نہیں یہ قدرے تفصیل طلب ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہیں۔

۱۔ ضروری صورت
۲۔ عکس عارضی ساکن
۳۔ عکس عارضی متحرک
۴۔ عکس ساکن منقوش
۵۔ عکس متحرک مع الصوت
۶۔ عکس متحرک بلا صوت

تفصیل

۱۔ دنیا میں بسا اوقات بعض کاموں کے لئے انسانوں کو فوٹو پیش کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً پاسپورٹ، شناخت نامہ اور مختلف امتحانی فارم وغیرہ۔ اس کے لئے آدمی کو مجبوراً فوٹو کھنچوانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ یہ صورت بالاتفاق درست اور جائز ہے۔ حدیث میں وارد شدہ مجسمہ سازی اور گڑیا سازی اور بت سازی درست نہیں ۔ اہل ایمان کے ہاں اس کو جواز کا درجہ ملنا مشکل ہے۔

۲۔ عکس عارضی ساکن ۔ یہ آئینہ دیکھنے کی شکل ہے۔ آئینے میں آدمی حرکت کے بغیر نظر آتا ہے بشرطیکہ حرکت نہ کرے۔ یہ عکس عارضی ساکن ہے۔ جب آئینہ ہٹایا تو یہ عکس بھی ہٹ گیا جو عارضی تھا۔ اس کے جواز میں کوئی کلام نہیں۔

۳۔ عکس عارضی متحرک ۔ یہ آئینہ دیکھتے ہوئے آدمی کی حرکت والی شکل ہے۔ اس کے جواز میں بھی کوئی کلام نہیں۔

۴۔ عکس ساکن منقوش ۔ یہ موجودہ دور کی فوٹو گرافی ہے۔ آدمی فوٹو گرافر سے اپنی تصویر بنواتا ہے۔ عکس منقوش کی صورت میں اپنا فوٹو حاصل کرتا ہے۔ عکس منقوش سادہ اور رنگین دونوں صورتوں میں بنایا جاتا ہے۔ یہ ایک حد تک عکس عارضی ساکن کے زمرے میں آسکتا ہے۔ فرق اتنا سا ہے کہ عکس عارضی ساکن میں آئینہ کے ہٹاتے ہی عکس بھی غائب ہو جاتا ہے۔ اور عکس ساکن منقوش میں تصویر باقی رہ جاتی ہے۔ گویا وہ عکس عارضی ساکن غائب ٹھہرا۔ اور یہ عکس عارضی ساکن حاضر ٹھہرا۔ بالفاظ دیگر وہ عکس غیر ثابت قرار پایا اور یہ عکس ثابت قرار پایا۔ یہ مجسمہ سازی کا ہم پلہ سو فیصد قرار نہیں پائے گا۔ اس کے جواز کا دارومدار منظر پر ہو گا۔ اگر منظر شرعاً قابل اعتراض ہو تو ایسے منظر کی فوٹو گرافی بھی درست نہیں ہو گی۔ بلیو پرنٹ وغیرہ اس زمرے میں ہے لہٰذا ہر قابل اعتراض حالت اور منظر کی تصویر کشی شرعاً درست نہیں ہو گی۔

۵۔ عکس متحرک مع الصوت ۔ یہ ٹی وی پر دکھائے جانے والے پروگرام اور ویڈیو فلم کی صورت ہے۔ اگر ان میں کوئی قابل اعتراض حالت یا قابل اعتراض منظر نہ ہو اور شرعاً درست حالت اور درست منظر کو پیش کیا جائے تو اس کے جواز میں بھی کلام نہیں ۔ فلم سازی بھی عکس متحرک مع الصوت کی شکل ہے۔ اگر فلم سازی اصلاح احوال کے لئے شرعاً کسی قسم کی کئی قابل اعتراض حالت یا منظر نہ ہو تو اس کو جواز کا درجہ مل سکتا ہے۔ اس طرح سے مختلف تقریبات کی ویڈیو کیسٹ کی تیاری بھی عکس متحرک مع الصوت کی صورت ہے۔ شرعاً ناروا حالت اور ناروا منظر کی فلم سازی شرعاً ناروا اقدام ہے۔ اہل ایمان کو اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۴

دنیائے تصوف کی خبریں

جی ۔ ایچ ۔ معروفی

نوبراہ لداخ کے اہل صوفیہ نوربخشیہ کی جانب سے پاکستان میں بسنے والے اہل تصوف کے نام مراسلہ

الحمدللہ نوائے صوفیہ کی وساطت سے اہل صوفیہ نوربخشیہ لداخ سے بھی ہمارا باقاعدہ رابطہ قائم ہوا ہے۔ اس ضمن میں جناب عبدالغنی شیخ صاحب کا مراسلہ پہلے ہی نوائے صوفیہ میں شائع ہو چکا ہے۔ حال ہی میں صوفیہ مشن سکول نوبراہ کی انتظامی کمیٹی کی جانب سے موصول ہونے والے دو مراسلوں کو قارئین کی دلچسپی کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔ ادارہ نوائے صوفیہ نے اپنے ان دینی بھائیوں کی مدد کے لئے پہلے ہی عملی کوشش شروع کر دی ہے۔ تعاون کے خواہشمند حضرات ادارہ نوائے صوفیہ سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہم پھر ایک بار آپ سب سے عرض کرتے ہیں کہ یہ رابطہ ہمیشہ کے لئے قائم رکھیں۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے ان کی طرف سے ارسال کردہ دونوں خطوط قارئین کی نظر کئے جا رہے ہیں۔

(ادارہ)

برادران جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کے بعد عرض شکر الہی سے قابل ذکر یوں ہے کہ پاکستان میں ہمارے مذہب کے بڑے بڑے علماء کی موجودگی کا سن کر ہم کافی خوش ہوئے۔ کیونکہ پہلے تو مذہب صوفیہ نوربخشیہ کے پیروکار لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ لیکن آہستہ آہستہ ختم ہوتے چلے گئے۔ کیونکہ کوئی علماء یہ نہیں کہتے تھے کہ مذہب صوفیہ کیا ہے، ہمارے گاؤں میں ایک بڑا عالم دین موجود تھا یعنی آغا سید ابراہیم شاہ الموسوی لیکن ہماری بدقسمتی کہ وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے تو مذہب نوربخشیہ پھر سے اندھیروں میں ڈوبنے لگا۔ لیکن آج جب ہم نے معلوم کیا کہ پاکستان میں جگہ جگہ اہل صوفیہ نوربخشیہ موجود ہیں۔ تو بہت خوشی ہوئی۔ یہاں بھی نوربخشیہ کم نہیں ہیں۔ لیکن دینی کتابوں سے بالکل دور ہیں کوئی کتاب موجود نہیں ہے۔ اس لئے جناب والا برائے مہربانی ہمیں بھی اپنے مذہب سے روشناس کرائیں۔

ہماری کمیٹی کی طرف سے آپ تمام اہل مذہب کو سلام عرض ہے۔ ہم غریب ہیں اپنے مذہب سے خدا کے لئے ہمیں بھی آگاہ کریں۔ ہم نے یہاں بقدتنگ میں ایک سکول کھولا ہے جو کہ صوفیہ مشن سکول کے نام سے ہے۔ لیکن اس میں پڑھانے کے لئے کتاب نہیں ہے۔ کوئی خاص پڑھانے والا بھی نہیں ہے۔ تو کیا ہم غریب نہیں ہیں، کافی دور جگہوں سے بچے دینی کتاب پڑھنے آتے ہیں لیکن کتاب نہیں ہے۔ ہندوستان میں یوپی وغیرہ میں بھی مذہب صوفیہ نوربخشیہ کے پیروکار موجود ہیں۔ لیکن اس وقت وہ لوگ ایک ایک کر کے دائیں بائیں جا رہے ہیں۔

ہمیں بھی اپنے مذہب کی بہت چاہت ہے لیکن ہم کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ آج ہم نے عبدالغنی شیخ سے معلوم کیا تھا انہوں نے کہا کہ آپ کے نوربخشیہ پاکستان میں جگہ جگہ موجود ہیں۔ یہ سن کر ہم نے آپ کا پتہ معلوم کیا اور پھر خط لکھنا شروع کیا۔ برائے مہربانی خط و کتابت کا سلسلہ جاری کریں۔ پھر ہم مل کر اپنے مذہب کو اور بھی مضبوط بنائیں گے۔

صدر
کمیٹی سید مرتضیٰ علی
نوبرا لداخ

محترم جناب علامہ محمد بشیر صاحب

السلام علیکم

عرض ہے کہ ہم صوفیہ علی مدد ایکشن کمیٹی سے تعلق رکھنے والے بقدنگ گاؤں سے ہیں ہم نہیں جانتے تھے کہ ہمارے مذہب کے علامہ بھی موجود ہیں ہم نے آج یہ معلوم کیا جناب عبدالغنی شیخ صاحب کے پاس ہماری چند کتابیں موجود تھیں۔ جس کو پڑھ کر ازحد خوشی حاصل ہوئی کہ ہمارا مذہب بھی پاکستان میں موجود ہے یہ ہمارے لئے انتہائی خوشی کی بات ہے۔ بس ہماری یہی خواہش ہے کہ آپ اپنے نوربخشیہ بھائیوں کو ہمارا سلام کہہ دیں اور ہمارا تعارف اپنے رسالہ نوائے صوفیہ سے کرائیں۔ ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ ہمارے بھائی ریاض سعودی عرب میں بھی موجود ہیں۔ خاص کر ہمیں نوائے صوفیہ میں پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ جس کے ذریعے تمام احوال سے واقف ہوئے جو ہمارے مذہب کے بارے میں تھے۔ ہماری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنے مذہب صوفیہ کو صرف پاکستان تک محدود نہ رکھیں بلکہ ہمارے ملک میں بھی صوفیہ کی کتابیں ارسال کرنے اور ہم تک صوفیہ کا پیغام پہنچانے کی کوشش کریں تو بہت بہتر ہوگا۔ کیونکہ آپ کے ملک میں تو بڑے بڑے علماء کرام موجود ہیں۔ ہم مذہب کے بارے میں کم علم رکھتے ہیں۔ آج ہم نے اپنے صوفیہ یوتھ فیڈریشن اور جامع مسجد نوربخشیہ اسلام آباد کو بھی اپنے مذہب کے بارے میں خط تحریر کیا ہے۔ آپ ان تک جا کر ہماری مشکلات کو سمجھا کر ہم سے خط و کتابت کرانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ ہم نے ایک صوفیہ مشن سکول کھولا ہے مگر اس میں بچوں کو پڑھانے کے لئے کتاب نہیں ہے۔

اس کے علاوہ خاص تعلیم یافتہ عالم بھی نہیں ہے۔ اس لئے ایک بچہ وہاں پڑھنے کو بھیج سکتے ہیں یا نہیں۔ جس کو پاسپورٹ اور ویزا ہم یہاں سے بنائیں گے۔

اگر آپ اپنی نیک نصیحت اور خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھیں گے تو ہمارا حوصلہ بڑھے گا۔ کیونکہ دائیں بائیں والے کہتے تھے کہ مذہب صوفیہ نوربخشیہ دنیا میں کسی بھی جگہ پر موجود نہیں ہے اور یہ مذہب ختم ہو چکا ہے اور بہت سے نکتے نکالتے تھے۔ لیکن آج ہم اس انسان کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس نے ہمیں آپ سے خط و کتابت کے ذریعہ ملایا۔ یہ نیک انسان جناب عبدالغنی شیخ ہیں۔ جن کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں۔ باقی مہربانی کر کے خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھیں۔

نوائے صوفیہ کی ممبرشپ کے لئے ہمیں کیا کرنا ہو گا۔ اس سلسلے میں بھی تحریر فرمائیں۔

باقی ہم سب کی طرف سے تمام نوربخشی بھائیوں کو سلام عرض ہے۔ والسلام

صدر کمیٹی سید مرتضیٰ علی

مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کے سالانہ امتحانی نتائج

الطاف حسین
رابطہ سیکرٹری
مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کے سالانہ امتحانی نتیجے کا اعلان ۲ اپریل ۱۹۹۶ء کو مدرسہ شاہ ہمدان سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو میں کیا گیا۔ اس کے مطابق کاچو اختر حسین نے ۹۰۰ میں سے ۵۴ نمبر لے کر پہلی پوزیشن اور غلام نبی اور محمد الیاس نے بالترتیب دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی جبکہ دیگر طلباء نے اچھے نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔ اس موقع پر جلسہ کا اہتمام ہوا جس کے مہمان خصوصی جناب فقیر محمد ابراہیم صاحب تھے۔ اور احمد علی صاحب منیجر کوآپریٹو بنک خپلو نے صدارت کی۔ جلسہ کی کارروائی کا آغاز جعفر علی طالب علم کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔

امتحانی نتائج کے اعلان سے قبل جناب غلام علی حیدری جنرل سیکرٹری انجمن فلاح و بہبود (رجسٹرڈ) صوفیہ نوربخشیہ نے اپنے افتتاحی کلمات میں کہا کہ مدرسہ شاہ ہمدان کی گزشتہ سال کی کارکردگی بہترین رہی ہے۔ یہی وجہ

ہے کہ اس سال ہم مزید بچوں کو مدرسہ میں داخل کروا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہمیں پوری امید ہے کہ اس مدرسہ سے فارغ التحصیل طلباء بہترین مبلغ، عالم باعمل اور سچے عالم دین ہوں گے اس ضمن میں انہوں نے اس مدرسہ کے بانی ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج محمد علی صاحب اور جناب مولانا عارف کو خراج تحسین پیش کیا۔ جنہوں نے ابتدائی ایام میں وسائل کی کمی اور مسائل کے زیادتی کے باوجود استقامت کا ثبوت دیا۔ انہوں نے جملہ نوربخشی عوام کا بھی شکریہ ادا کیا۔ جن کی مالی اور قولی معاونت نے مدرسۂ شاہ ہمدان کی آبیاری کی۔ اس موقع پر مولانا عارف حسین نے اپنے خطاب میں کہا کہ بچے مستقبل کا معمار اور قوم کے امین ہیں ان کی اچھی تعلیم و تربیت ہم سب کا فرض ہے۔

سید مختار حسین نے نعت رسول مقبولؐ سے محفل کو گرمایا۔ غلام نبی طالب علم نے حصول علم کے موضوع پر پرجوش اور فی البدیہہ تقریر کی۔ کاچو اختر حسین طالب علم نے حصول علم کی ضرورت پر قرآنی آیات اور احادیث نبویؐ کی روشنی میں پرزور تقریر کی۔ اور سامعین سے خوب داد حاصل کی۔ اس کے بعد صدر جلسہ جناب احمد علی نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہم نے مدرسۂ شاہ ہمدان کا نام سنا تھا۔ لیکن اپنی آنکھوں سے مدرسہ نہیں دیکھا تھا۔ آج ان طالب علموں کی تقریریں سننے کے بعد ہمیں انتہائی خوشی ہوئی۔ انہوں نے اول دوم اور سوم آنے والے طلباء کے لئے بالترتیب پانچ سو تین سو اور دو سو روپے انعام دینے کا اعلان کیا۔ اور آئندہ مدرسہ کے لئے ہر قسم کی معاونت کا یقین دلایا۔ آخر میں مہمان خصوصی الحاج فقیر محمد ابراہیم نے کہا کہ کسی بھی قوم کا باشعور طبقہ جب کسی نیک مقصد کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو یقیناً اس کی کامیابی کے لئے مخیر اور صاحب حیثیت لوگوں کی مالی معاونت درکار ہوتی ہے۔ جب سب عناصر باہم متحد و متفق ہو جائیں۔ تو وہ نیک مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔ انہوں نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ علماء کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علمائے خیر اور دوسرے علمائے شر۔ انہوں نے دعا کی کہ مدرسہ شاہ ہمدان سے فارغ التحصیل طلباء علمائے خیر بن جائیں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ شاگرد حقیقت میں استاد کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ کیونکہ استاد کی جملہ خوبیاں اور خامیاں شاگردوں میں نمایاں نظر آتی ہیں۔ لہذا استاد کو جملہ اوصاف حمیدہ کا متصف ہونا چاہئے۔ انہوں نے مدرسہ کے منتظمین خصوصاً جناب غلام مہدی، غلام مہدی عسکری اور محمد اسحاق کی ان تھک کوششوں کو بہت سراہا۔ جنہوں نے کسی لالچ یا خوف کے بغیر اپنی بہترین صلاحیتوں کو کام میں لاتے ہوئے مدرسہ شاہ ہمدان کی بھرپور خدمت کی۔

اس موقع پر جناب ڈاکٹر نیاز علی کی جانب سے اول، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کے لئے دو سو روپے اور ایک سو روپے کا انعام دیا گیا۔ آخر میں جناب فقیر محمد ابراہیم نے مدرسہ کی کامیابی کے لئے دعا کی۔ جناب محمد ابراہیم صاحب سیکنڈ مینجر حبیب بنک سکردو نے مدرسہ کے لئے پانچ سو روپے عطیہ دیا۔

مدرسہ صفہ صوفی آباد (بندو) وزیر پور شگر میں یوم والدین کے موقع پر جلسہ

عبدالحمید غالب
پریس سیکرٹری صوفی آباد
ویلفیئر ایسوسی ایشن شگر

۱۹ اپریل کو مدرسہ الصفہ میں یوم والدین کے سلسلے میں ایک تقریب منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مدرسہ ہذا کے پرنسپل جناب حاجی محمد باقر نے کی اور مہمان خصوصی جناب غلام محمد خطیب جامع مسجد بندو تھے۔ جلسے کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جس میں طلباء و طالبات کے علاوہ والدین نے بھی شرکت کی۔ طالب علم گلزار حسین نے تلاوت کلام پاک پیش کی۔ اس کے بعد طلباء و طالبات نے تقریر، نعت خوانی اور قصیدہ خوانی کی۔

آخر میں حاجی محمد باقر نے اپنے خطاب میں کہا کہ والدین کو چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت کا اہتمام کریں کیونکہ تعلیم کے بغیر کسی میدان میں کامیابی ممکن نہیں۔

اسلام آباد میں یوم وفات شاہ ہمدانؒ کے موقع پر اتحاد بین المسلمین کانفرنس کا انعقاد



اسلام آباد۔ تحریک اخوت اسلامی اور انٹرنیشنل شاہ ہمدان کانفرنس کے زیر اہتمام منعقد حضرت شاہ ہمدان کانفرنس سے وزیر مملکت ملک عبدالقیوم، مزمل حسین، غلام محبوب اور یبگو غلام مہدی خطاب کر رہے ہیں

شاہ ہمدان ایک چلتی پھرتی یونیورسٹی تھے

ملک عبدالقیوم وزیر مملکت

۱۲ مئی ۱۹۹۶ء کو حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے یوم وفات کے موقع پر تحریک اخوت اسلامی پاکستان اور انٹرنیشنل شاہ ہمدان کانفرنس کے زیر اہتمام ہالیڈے ان اسلام آباد میں شاہ ہمدانؒ اور اتحاد بین المسلمین کے موضوع پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں ملک کی مختلف جگہوں سے آئے ہوئے حضرت شاہ ہمدانؒ کے عقیدت مندوں نے شرکت کی۔

جلسہ کا آغاز مولانا محمد انور کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے وزیر مملکت ملک عبدالقیوم خان نے کہا کہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ نے سنٹرل ساؤتھ ایشیاء میں اسلام کا پیغام پہنچایا اور انہوں نے سابق سوویت یونین، ایران اور برصغیر میں اسلام پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ساؤتھ ایشیاء میں آج جو اسلامی تہذیب موجود ہے وہ شاہ ہمدان کی مرہون منت ہے انہوں نے کہا شاہ ہمدان ایک چلتی پھرتی یونیورسٹی کی مانند تھے۔ انہوں نے دنیا کا تین دفعہ تبلیغی دورہ کر کے اخوت اور بھائی چارے کا درس دیا۔ ہزاروں مسافتیں طے کر کے لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرایا۔ انہوں نے کہا کہ اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کی تعلیمات میں ہمیشہ امن و دوستی کا پیغام ہوتا ہے۔ جو پوری انسانیت کے لئے مشعل راہ ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد ایسے بزرگوں کی وجہ سے مسلمان ہوئے۔ لہٰذا ہمیں اپنے محسنوں کو یاد رکھنا اور ان کی تعلیمات کو آگے بڑھانا چاہیے۔

یبگو غلام مہدی صدر این وائی ایف ڈسٹرکٹ گنگچھے بلتستان نے کہا اسلام دین فطرت ہے جو انسان اس دنیا میں آتا ہے وہ مسلمان کی حیثیت سے پیدا ہوتا ہے۔ آج عالم اسلام کو مختلف چیلنجوں کا سامنا ہے۔ مگر ہم آپس میں متحد نہیں ہیں۔ شاہ ہمدانؒ نے ایک گورنر کا بیٹا ہونے کے باوجود بادشاہی کی بجائے فقیری کو اپنایا اور خدا کی خوشنودی کے لئے تکلیفیں برداشت کر کے اپنے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ انہوں نے کہا شاہ ہمدانؒ نے ایران تاجکستان اور برصغیر پاک و ہند میں علم و ہنر اور دین اسلام کی آبیاری کی اور دشوار گزار راستوں سے ہوتا ہوا دنیا کا تین دفعہ دورہ کیا یہ تاریخ اسلام کا ایک اہم کارنامہ ہے غلام مہدی نے کہا بلتستان ایک نہایت ہی پسماندہ اور پہاڑی دروں پر مشتمل علاقہ ہے مگر شاہ ہمدان نے ان علاقوں میں بھی جا کر بت خانوں کو گرایا۔ بلتستان خپلو کی چقچن مسجد جو پہلے بتوں کا مسکن تھا اس پر بیت اللہ تعمیر کرایا۔ انہوں نے کہا شاہ ہمدانؒ کی تعلیمات حضرت داتا گنج بخش شاہ عبداللطیف بھٹائی حضرت نظام الدین اولیاء، حضرت بری امام سے مختلف نہیں تھیں۔ بلکہ یہ سارے اولیاء کرام امن و آشتی اور محبت و اخوت کا درس دینے کے لئے اس دنیا میں آتے تھے۔ یہی وجہ

تھی ان کے اخلاق حمیدہ کو دیکھ کر ہزاروں بندگان خدا دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

سید مزمل حسین شاہ صاحب نے حضرت شاہ ہمدانؒ کی دینی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی کوششوں سے جن علاقوں میں اسلام پھیلا وہاں کے لوگوں کی تقدیریں بدل گئیں ان علاقوں میں کفر و ظلمت کے اندھیرے کافور ہوگئے۔

انٹرنیشنل شاہ ہمدان کانفرنس کے جنرل سیکرٹری میر عبدالعزیز نے کہا کہ شاہ ہمدان ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ ذرائع آمدورفت کی عدم موجودگی اور سخت موسمی حالات کے باوجود افغانستان تاجکستان کشمیر اور برصغیر کے دیگر شہروں تک ایک عصا لے کر دین اسلام کی تبلیغ کی آج کشمیر اور اس کے گردونواح میں ۹۵ فیصد آبادی مسلمان ہیں ان کے دلوں میں حضرت شاہ ہمدان کے لئے عقیدت و محبت کا سمندر موجزن ہے۔ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ قائد اعظم کے صدر ڈاکٹر ریاض احمد نے کہا کہ حضرت شاہ ہمدان بادشاہی دور حکومت میں بھی حکومت کی خامیوں کی نشاندہی کرتے اور بادشاہان وقت اور سلطنت کے سلسلے میں مشورہ دیتے تھے۔ امیر تیمور جو کہ ایک ظالم بادشاہ تھا آپ نے ان کو رعایا پر کئے جانے والے مظالم سے روکنے کی کوشش کی امیر تیمور آپ کے اثر رسوخ سے ہمیشہ خوفزدہ رہتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ سابق سوویت یونین کے بہت سی ریاستوں میں آپ کے عقیدت مند آج بھی موجود ہے۔ خصوصاً نوآزاد ریاست تاجکستان میں آپ کے عقیدتمند لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔

چیئرمین تحریک اخوت اسلامی پاکستان کے صدر علامہ عنایت علی شاکر نے حضرت شاہ ہمدان کو اسلام کا ایک عظیم پیشوا قرار دیتے ہوئے کہا کہ ایسے بزرگوں کے دم سے آج دنیائے کے کونے کونے میں اہل اسلام بستے ہیں۔ انہوں نے کہا اولیاء کرام کی تعلیمات سے محروم رہنا بدقسمتی ہے۔ آج ہم انہی کے فیض سے مسلمان کلمہ گو ہیں۔ فرقہ واریت کو ہوا دینے والے درحقیقت اسلام کی تعلیمات سے ناآشنا ہیں۔

معروف دانشور انٹرنیشنل شاہ ہمدان کانفرنس کے سینئر نائب صدر ڈاکٹر غضنفر مہدی نے کہا برصغیر میں اسلام صوفیاء کرام کی وجہ سے پھیلا شاہ ہمدان جیسے مبلغ اسلام کو استحکام پہنچایا۔ اس خطے میں صوفیاء کرام کی وجہ سے آج یہاں اسلام کا بول بالا ہے۔ مگر افسوس ان صوفیاء کرام کی تعلیمات پر کوئی تحقیقی شعبہ قائم نہیں ہو سکا ہے حکومت وقت کو اس سلسلے میں سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہئے۔

امور کشمیر و شمالی علاقہ جات کے پارلیمانی سیکرٹری ملک غلام جیلانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ حضرت امیر کبیر نے پیدل دنیا کا سفر کر کے اسلام کی شمع روشن کی اور اتحاد بین المسلمین کے لئے اپنی زندگی کو وقت کیا مگر افسوس آج علماء کرام فرقہ پرستی میں مبتلا ہیں۔ صوفیاء کرام کی تعلیمات کو ہم نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ آج اجتماعی زندگی گزرانے اور اور معاشرتی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنے کے بجائے اسلام کے نام پر دہشت گردی ہو رہی ہے یہ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ حضرت امام حسین نے کربلا میں جام شہادت اسی لئے پیش کیا کیونکہ ایک ظالم اسلام اور انسانیت کے لئے ناسور بن چکا تھا اور اسلام کی تعلیمات کو مسخ کیا جا رہا تھا۔ حضرت شاہ ہمدان نے دشوار گزار رستوں سے گزر کر دنیا کے مختلف ممالک کا تبلیغی دورہ کیا۔ انہوں کہا جب میں بلتستان کے دورے پر خپلو کے مقام پر پہنچا تو مجھے بتایا گیا کہ جامع مسجد چقچن حضرت امیر کبیر کے دست مبارک سے بنی ہے میں حیران رہ گیا کیونکہ اتنی مدت گزرنے کے باوجود یہ جامع مسجد ابھی تک صحیح حالت میں محفوظ ہے اور فن تعمیر کا عظیم شاہکار ہے۔

جلسہ کے اختتام پر آغا حسین ہمدانی صدر انٹرنیشنل شاہ ہمدان کانفرنس نے پاکستان کے مختلف شہروں سے آئے ہوئے مہمانوں اور مندوبین کا شکریہ ادا کیا۔



مرکز تحقیقات فارسی ایران ، پاکستان اسلام آباد میں حضرت شاہ ہمدانؒ کی سیرت و تعلیمات پر لکھی جانے والی دو کتابوں خلاصۃ المناقب از ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر اور شاہ ہمدان میر سید علی ہمدانی از ڈاکٹر آغا حسین ہمدانی کی تقریب رونمائی کے موقع پر وفاقی وزیر محمد افضل خان ، ڈاکٹر آغا حسین ہمدانی میر عبدالعزیز ، ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر اور دیگر مقررین خطاب کر رہے ہیں۔

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن الچوڑی اور ہورچس کا مطالعاتی دورہ

محمد صادق ، صدر
نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن الچوڑی شگر

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن الچوڑی اور ہورچس کے مشترکہ وفد نے ممتاز مبلغ مولانا غلام رسول کی قیادت میں جمعہ کے دن خانقاہ معلیٰ سرفاکھور چھورکاہ کا مطالعاتی دورہ کیا۔ خانقاہ سرفاکھور شگر کی دوسری بڑی خانقاہ ہے۔ یہ خانقاہ شگر کی عظیم خانقاہوں میں سے ایک ہے جو حضرت میر مختار نے تعمیر کی ہیں۔ اس خانقاہ کا فن تعمیر اور ڈیزائن شگر کی دوسری تمام خانقاہوں سے یکسر مختلف ہے۔ خانقاہ کے وسط میں ایک بہت بڑا چنار ہے۔ مقامی بزرگوں کا کہنا ہے کہ جب تعمیر مکمل ہوئی تو لوگوں نے کلس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کلس خود بخود بن جائے گا۔ آپ نے اپنا عصا مبارک نصب کیا وہ چنار کی شکل میں اب تک موجود ہے۔ وفد نے خانقاہ کی مختلف جگہوں کو دیکھا۔ یہ خانقاہ پانچ بڑے دروازے ، چھ مرکزی ستونوں اور چار اضافی ستونوں پر قائم ہے۔ ممبر دوسری خانقاہوں کے برعکس کافی کشادہ اور آگے نکلی ہوئی ہے۔ چھت اور ستونوں پر خوبصورت انداز میں چوب کاری کی ہوئی ہے۔ یہ عظیم خانقاہ اس وقت ویران پڑی ہے۔ جمعہ کے علاوہ اس کا دروازہ کھولنے والا کوئی نہیں اور نہ چراغ کا بندوبست ہے۔ ممبر پر ایک پرانا دیا رکھا ہوا ہے۔ جس میں نہ بتی ہے نہ تیل۔

ساڑھے بارہ بجے تک انتظار کرنے کے باوجود کوئی نمازی جمعہ کے لئے حاضر نہ ہوا تو وفد میں موجود ایک شخص نے اذان دی۔ اتنے میں گنتی کے چند نمازی حاضر ہوئے اور ہمیں یہ دیکھ کر حیران ہوئے۔ ہم نے باقی نمازیوں کے بارے میں پوچھا تو ایک شخص نے بتایا کہ ہمارے گاؤں کے باقی نوربخشی عوام کسی اور کی دینی عبادت گاہ کی تعمیر کے لئے پتھر جمع کر رہے ہیں اس لئے جمعہ کے لئے نہیں آسکتے ہیں۔ یہ بات سن کر تمام حاضرین انگشت بدندان رہ گئے۔

جناب مولانا فضل صاحب جو کہ اس خانقاہ کا امام جمعہ ہے اب تک جمعہ قائم رکھنے میں ان کا بڑا ہاتھ ہے۔ جمعہ کے بعد وفد نے مقامی لوگوں سے مختلف مسائل پر گفت و شنید کی اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل طے کیا۔ اس ایریا کے نوربخشی عوام احساس کمتری کا شکار ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام کو مایوسی اور احساس کمتری کی دلدل سے نکال کر صحیح نوربخشی تعلیمات سے روشناس کرائیں۔

باقی صفحہ نمبر

مراسلات

ادارہ کا مراسلہ نگار کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ہومیو ڈاکٹر ایم - اے شاہد

میں ایک طالب علم ہوں اور کسی سے لے کر نوائے صوفیہ کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتا ہوں۔ اس کے دلچسپ اور معیاری مضامین قوم کی رہنمائی کے لئے مفید ثابت ہو رہے ہیں۔

(غلام عباس تبسم دم سم)

نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ رسالے کی تعریف کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہو گا۔ میں گنہگار اس قسم کے اعلیٰ مذہبی رسالے کی کیا تعریف کروں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی امان میں رکھے۔ اگر ممکن ہے تو دعوۃ الصوفیہ ۱۰۰ عدد ارسال کریں۔ یہاں بہت مانگ ہے

(غلام ہادی عادل سکردو)

پچھلے ماہ رسالہ نہیں ملا تو پورا مہینہ بہت فکر مند رہا۔ لیکن دوسرے ماہ سورج کی کرن کے مانند روشنی پھیلاتا رسالہ ملا تو بہت خوشی حاصل ہوئی۔

(غلام حسن دانش مدرسہ شاہ ہمدان سکردو)

ایک سال کا عرصہ گزر گیا مگر دیوان تصوف نہ چھپ سکا۔ کیا وجہ ہے؟ جناب ڈاکٹر شاہد صاحب کی ارسال کردہ دوائی سے بہت افاقہ ہوا ہے اور اللہ کے فضل سے وضو کر کے باجماعت نماز پڑھنے کے قابل ہوا ہوں۔ اگر ایک کورس اور دوائی ارسال کریں تو بہت مشکور ہوں گا۔ (جواب: اخوند صاحب! آپ کے خیالات بلاشبہ بہت عمدہ ہیں اور دیوان تصوف کے مضامین دلچسپ ہیں مگر آپ کی کاوش شاعری کے مخصوص پیمانوں پر پوری نہیں اترتی اور اوزان اور بحرے کا خیال نہیں رکھا گیا ہے۔ امید ہے آپ مزید محنت کریں گے۔ سوزاک کے لئے مزید ایک کورس بھیجی جا رہی ہے۔)

(اخون محمد ۔دس)

میرے نام نوائے صوفیہ ارسال کریں۔ ہدیہ ارسال کر رہا ہوں۔

(شجاعت حسین
گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی ملتان)

نوائے صوفیہ سال ۱۹۹۶ء کے لئے ۲۴۰ روپے ارسال خدمت ہیں۔ جو کہ میرا اور ڈاکٹر محمد یوسف کا سالانہ چندہ ہے۔ براہ کرم رسالہ ارسال کرتے رہیں۔

(بوا ابراہیم تھلے پرکھور)

ایک عدد مضمون ارسال کیا تھا تاحال شائع نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ مجھے اور میرے والد صاحب کو رسالہ ارسال کرتے رہے۔ رقم انشاء اللہ ارسال کر رہا ہوں۔
(جواب: آپ کا مضمون عنقریب شائع ہو گا۔)

(محمد حسن نوری ابو ظہبی)

نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ ماہ شمارہ ۱۹ میں خاتون جنت کا وصال مضمون بہت معیاری ہے۔ میں انشاء اللہ کچھ نہ کچھ ارسال خدمت کرتا رہوں گا۔

(لانس نائیک محمد ابراہیم خلیل)

رسالہ نوائے صوفیہ اللہ کے فضل کرم اور آپ حضرات کی بے لوث محنت کی وجہ سے روز بروز ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ قبلہ علامہ صاحب کے آپ کے مسائل اور ان

کامل اور شریعت محمدیہ بہت مقبول ہیں۔

(گلزار حسین سریکی
جنرل سیکرٹری انجمن فلاح بہبود
صوفیہ نوربخشیہ کورنگی کراچی

میں گو کہ رسالہ ہذا کا مستقل قاری ہوں مگر تاحال خط نہ لکھ سکا۔ جسے اپنی بہت بڑی بدقسمتی سمجھتا ہوں۔ سال ۱۹۹۹ء کا چندہ جناب ماسٹر شکور صاحب کو دے دیا ہے۔ چند سوالات بھی ارسال خدمت ہیں ۔ برائے مہربانی جواب دیں۔

(اصغر علی مدرس غزنوچنگ)

پچھلے پانچ ماہ سے رسالے کا قاری ہوں۔ کوئٹہ میں رسالہ تاخیر سے ملتا ہے۔ برائے مہربانی جلدی ارسال کریں۔

(محمد حسن کوئٹہ

رسالہ کے لئے سالانہ چندہ برائے ۱۹۹۶ء جناب ممتاز حسین صاحب کے ساتھ ارسال کیا ہے۔ برائے مہربانی رسالہ جاری رکھیں۔

(عبدالرحمن ہاشمی
لائبریرین این وائی ایف دم سم)

گوناگوں مشکلات اور سرمائے کی کمی کے باوجود رسالے کی اشاعت آپ حضرات کی بے لوث محنت کا ثمر ہے۔ اس رسالے کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ پچھلے رسالے میں قبلہ غلام حسن نوربخشی کا انٹرویو ایمان افروز تھا۔ آئندہ بھی علماء کرام کے انٹرویو شائع کیا کریں۔

(سلیم اللہ کوروی سکردو)

نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ اس رسالے کی بدولت اولیاء کرام کے حالات زندگی جاننے کا موقع ملا ہے۔ آپ حضرات شاہ سید محمد نوربخش کی عظیم مہم کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

(انور حسین طالب علم
ڈگری کالج سکردو)

نوائے صوفیہ میں تفکر وتذکر اور مرحوم مولانا علی کی تقریر ناقابل فراموش ہیں ۔ رسالہ وہ قاعدہ منظر عام پر لانے پر آپ سب مبارک باد قبول کریں۔

(غلام حسین طالب علم
ڈگری کالج سکردو)

مذہبی امنگوں کا واحد ترجمان گلشن تصوف کا خوبصورت پھول نوائے صوفیہ شاندار آب و تاب سے اپنی منزلیں طے کر رہا ہے۔ دینی معلومات اولیاء کی تعلیمات اور وقت حاضر کے تقاضوں کے مطابق لوگوں کو معلومات فراہم ہوتی ہیں۔ اللہ پاک اس رسالے کو اسی چمک دمک کے ساتھ جاری رہنے کی توفیق عطا کرے۔

(غلام محمد بسمل
کراچی)

بندہ ناچیز نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار ہے اور دل لگا کر نوائے صوفیہ پڑھتا ہوں اچھے اور معیاری مضامین پڑھ کر دل کو سکون ملتا ہے۔

(سپاہی محمد چو)

نوائے صوفیہ بڑے شوق اور لگن سے پڑھتا ہوں۔ قبلہ علامہ صاحب کا مضمون اندھیرے گھروں میں روشنی کی کرن ثابت ہو رہا ہے۔

(محمد ابراہیم تبسم حسین آبادی
۱۲ این ایل آئی)

ناچیز نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہے۔ پچھلے ایک شمارے میں خپلو کے سیٹھ امین کے انتقال کی خبر سن کر بہت افسوس ہوا۔ پچھلے سال کا چندہ ارسال نہ کر سکا۔ سال ۱۹۹۵ - ۹۶ء کا چندہ ارسال کر رہا ہوں۔

(حوالدار غلام بشیر خپلوی)

نوائے صوفیہ کی وساطت سے دین حقہ کے اعمال عقائد سے لوگ روشناس ہو رہے ہیں۔ یہ ایک عظیم مشن کی صورت اختیار کر گیا ہے۔

(حاجی محمد علی تھلوی)

باقی صفحہ نمبر

منقبت سید امیر کبیر علی ہمدانیؒ

حضرت علامہ نذر محمد راہی

مقتدائے عارفاں اے سید میر کبیر
چارہ بے چارگاں اے سید میر کبیر

اک پیالہ بادہ عرفاں کا مجھ کو ہو عطا
عارف رب جہاں اے سید میر کبیر

آپ نے نور محمدؐ چار سو پھیلا دیا
آپ کی اونچی ہے شاں اے سید میر کبیر

آپ نے روشن کیا کشمیر و بلتستان کو
تھیں جہاں تاریکیاں اے سید میر کبیر

شربت دیدار ہم کو بھی عطا کر دیجئے
ساقی تشنہ لباں اے سید میر کبیر

بت پرستوں کو جھکایا اک خدا کے سامنے
رہبر گم گشتگاں اے سید میر کبیر

اے شہ ہمداں نگاہ لطف راہی پر بھی ہو
مونس خستہ دلاں اے سید میر کبیر